تصوف

کتاب وسنت کی روشنی میں

تالیف

محمد بن جمیل زینو رحمہ اللہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ
عبدالجبار بن بلال احمد حفظہ اللہ

تخریج
ابو احمد وقاص زبیر حفظہ اللہ

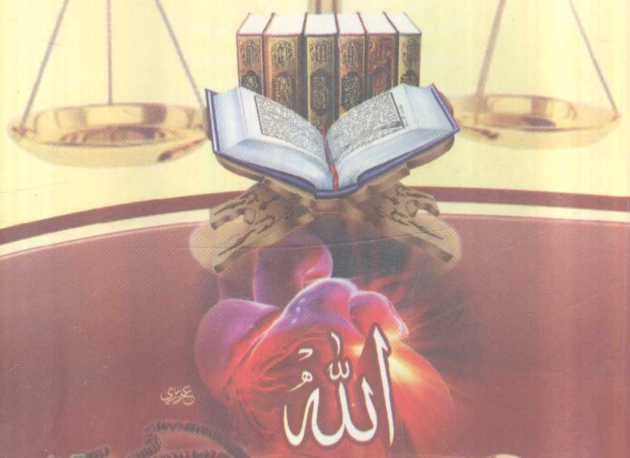

دار الفکر الاسلامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

5042

www.KitaboSunnat.com

تصوف

کتاب و سنت کی روشنی میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى
اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ
حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ
عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى
اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصوف

کتاب وسنت کی روشنی میں

تالیف

محمد بن جمیل زینو رحمہ اللہ

ترجمہ

عبدالجبار بن بلال احمد حفظہ اللہ

تخریج

ابو احمد وقاص زبیر حفظہ اللہ

الجامعة السلفیة (اسلام آباد)

دار الفکر الاسلامی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب .... تصوف

مؤلف .... محمد بن جمیل زینو رحمہ اللہ

مترجم .... عبدالجبار بن بلال احمد حفظہ اللہ

نظر ثانی .... حافظ محمد منشاء طیب حفظہ اللہ

طبع اول .... اگست 2011ء

تعداد 1100

کمپوزنگ وڈیزائننگ .... سعد گرافکس 0321-4162260

ناشر

دار الفکر الاسلامی

مین بازار نواب آباد واہ کینٹ، راولپنڈی

darulfikeralislami@yahoo.com

0321-5216287

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

عرض ناشر 7

تقریظ 9

تقدیم 12

ملاحظات 19

علم کے اٹھ جانے کو علماء کے ساتھ کیوں خاص کیا گیا؟ 19

انتباہ 21

ایک غلط فہمی 21

صوفیہ کا اسلام پر حملہ 22

اسلامی تعلیمات میں بگاڑ 23

صوفیہ کے عقیدہ میں بگاڑ کی چند شکلیں 23

عبادات کے بارے میں اعتقاد 25

نجات کی راہ 27

مقدمۃ المؤلف 30

تصوف کی ابتدا 32

صوفیت کتاب وسنت کے میزان میں 37

صوفیوں کے اقوال 63

صوفیوں کی کرامات 68

صوفیوں کا نظریہ جہاد 71

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوف اور امید 75
صوفیوں کے پیر اور مشائخ 78
صوفیہ کے نزدیک تقلیدِ شیخ 83
شیخ کی اطاعت کی حدود 85
صوفیہ کے نزدیک ''ولی'' کا مفہوم 88
اولیاء الرحمٰن 90
اولیاء الشیطان 92
قصہ خضر علیہ السلام 94
خضر علیہ السلام کا واقعہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی نظر میں 95
علماء خضر علیہ السلام کی نبوت کو راجح قرار دیتے ہیں 101
کیا ہم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منا سکتے ہیں؟ 105
میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کی ابتدا 110
اسلام میں عید میلاد کا حکم 112
شبہات اور ان کے جوابات 119
اختتام 127
قصیدہ بردہ شریف کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟ 128
''دلائل الخیرات'' کے متعلق آپ کچھ جانتے ہیں؟ 137
یادداشت 151

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ الأمین، أما بعد!

اسلام ایک کامل وجامع دین ہے، ہر شعبہ ہائے زندگی میں اس کی تعلیمات اظہر من الشمس ہیں، جن سے اعراض وروگردانی یا ان میں پس وپیش کسی صاحب ایمان کے لائق نہیں ہے۔

اسے ان لوگوں کی بدبختی سے ہی تعبیر کیا جا سکتا ہے جو کتاب وسنت کی پاکیزہ تعلیمات کو چھوڑ کر خود ساختہ اصطلاحات اور ذہنی اختراعات کو دین کے نام پر روشناس کراتے ہیں۔

کتنے ہی ایسے گروہ معرضِ وجود میں آ چکے ہیں جو حق وباطل کی آمیزش کے ذریعے سے سادہ لوح عوام کی گمراہی کا سبب بنتے ہیں۔

تصوف بھی ایک ایسی ہی اصطلاح وذہنی اختراع ہے جسے بظاہر زہد کے مترادف قرار دیا جاتا ہے، لیکن اس بارے میں معلومات رکھنے والا ادنیٰ سا طالب علم بھی جانتا ہے کہ یہ "وادیٔ بدعات" ہے، جس نے بھی اس میں قدم رکھا بدعات سے آلودہ ہوا، لہٰذا ضروری ہے کہ اس سلسلے میں لکھا جائے، مطالعہ کیا جائے، خود بھی بچا جائے اور دوسروں کو بھی اس گمراہی سے بچایا جائے۔

سنت کی ترویج اور بدعت کی تردید میں ایک اہم نام فضیلۃ الشیخ محمد بن جمیل زینو رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، جو کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ دوسرے موضوعات کی طرح انھوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اس موضوع پر بھی مفصل ومدلل لکھا۔ جزاہ اللہ خیرا۔

کتاب چونکہ عربی زبان میں تھی، لہٰذا ترجمہ کی سعادت انتہائی محترم فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالجبار بن بلال احمد حفظہ اللہ نے حاصل کی ہے۔ تزئین وتہذیب کے ساتھ تخریج کا بھی اہتمام کیا گیا ہے جس کے لیے میں محترم مولانا ابواحمد وقاص زبیر حفظہ اللہ کا شکر گزار ہوں۔

ناسپاسی ہوگی اگر میں فضیلۃ الشیخ حافظ محمد منشاء طیب حفظہ اللہ کا ذکر نہ کروں جنھوں نے مکمل کتاب پر نظر ثانی فرمائی۔ جزاھم اللہ خیرا۔

آخر میں استدعا ہے کہ میں اس منزل کا بالکل نیا مسافر ہوں اگر کوئی خوبی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے اور اگر کمی ہے تو اس ناچیز کی طرف سے ہے جس کے لیے راقم پُر امید ہے کہ قارئین بھرپور اصلاح فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس محنت کو ہم سب کے لیے توشۂ آخرت بنائے، آمین۔

حافظ علیم اللہ

مدیر دارالفکر الاسلامی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

إن الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له وأشهد أن لا إله الله وأشهد أن محمدا عبده رسوله، أما بعد! فإن أصدق الحديث كتاب الله وأحسن الهدى هدى محمد ﷺ وشر الأمور محدثاتها وكل محدثه بدعة. [صحيح مسلم: 867، 868]

تصوف ایک ایسی بدعت ہے جس کی براہ راست زد زھد اور یقین پر پڑتی ہے۔
اور یہ زھد اور یقین ہی ایک ایسا راستہ ہے جو اسلام میں اصلاح کا راستہ ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

«صَلَحَ اَمْرُ اَوَّلِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بِالزُّهْدِ وَالْيَقِيْنِ وَهَلَكَ اٰخِرُهَا بِالْبُخْلِ وَالْاَمَلِ». ①

''اس امت کے پہلے لوگ زھد اور یقین کی وجہ سے صحیح رہے اور اس امت کے آخری لوگ بخل اور (خالی) امیدوں کی وجہ سے ہلاکت کا شکار ہو جائیں گے۔''

تصوف ایک ایسا پھندا ہے جو دیکھنے میں زھد لگتا جبکہ درحقیقت یہ زھد نہیں بلکہ

① **إسناده حسن**: شعب الإيمان للبيهقي: 345/7، ح: 10526 واللفظ له؛ المعجم الأوسط للطبراني: 332/7، ح: 7650، نیز دیکھیے السلسلة الصحيحة للألباني: 3427

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کے سراسر خلاف ایک بدعت۔ دوسری جانب زھد سراسر اسلام ہے۔
اسی غلط فہمی کی بناء پر چند لوگوں نے کچھ اہل علم کو بھی تصوف کے ساتھ موصوف کیا ہے، حالانکہ ان اہل علم میں تصوف نہیں بلکہ زہد پایا جاتا تھا۔

مزید براں تصوف میں حدیث میں ذکر کردہ ہلاکت کی دونوں چیزیں بخل اور امل بھی پائی جاتی ہیں۔ صوفیاء اپنے نفس اور مال کو اسلام کی سربلندی کی لیے خرچ نہیں کرتے بلکہ دنیا سے کٹ کر، رہبانیت اختیار کر کے اللہ کے قرب بلکہ نعوذ باللہ نفس اللہ بن جانے کی باطل امیدیں لگائی جاتی ہیں۔

تصوف کی دوسری زد اعمال صالحہ پر پڑتی ہے۔ اعمال صالحہ کا تعلق دل کے ساتھ ہو مثلاً توکل اور خوف، یا ان کا تعلق زبان کے ساتھ ہو مثلاً تلاوت قرآن اوراذکار وغیرہ۔

کتاب وسنت پر چلنے والے لوگ عبادت کو توکل جس کو رجاء بھی کہا جاتا ہے اور خوف کی کیفیت کے ساتھ پکارتے ہیں جب کہ صوفیاء اس کیفیت سے عاری ہوتے ہیں۔

اسی طرح متبعین کتاب وسنت تلاوت قرآن اور اذکار ثابتہ صحیحہ سے رطب اللسان نظر آئیں گے جب کہ صوفیاء تلاوت قرآن سے بہت دور نظر آئیں گے اور مسنون اذکار کی بجائے خودساختہ ورد وظیفے کرتے دکھائی دیں گے۔

تصوف جہاد کی راہ میں بھی ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے، کیونکہ جہاد سے اسلام پھیلتا اور مضبوط ہوتا ہے جب کہ تصوف تو ایک ذریعہ ہے اسلام کی جڑیں کھوکھلی کرنے کا۔

﴿يُرِيدُونَ لِيُطْفِـُٔوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِۦ وَلَوْ كَرِهَ الْكَـٰفِرُونَ ۝٨﴾ ۔ (الصف: 8)

”وہ اللہ کے نور (دین اسلام) کو اپنے منہ (کی پھونکوں) کے ساتھ بجھا دینا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو مکمل کرنے والا ہے اگر چہ کفار کو یہ ناپسند ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیوں نہ ہو۔"

اسی لیے صوفیہ جہاد کی برملا مخالفت کرتے ہیں۔

اسی لیے ہمیشہ سے اہل کفر صوفیاء کی پشت پناہی اور ان کی تعریف وتوصیف اور مدح سرائی کرتے نظر آئیں گے، کچھ ہی عرصہ پہلے بی بی سی چینل پر تصوف کی تاریخ و تعریف ایک لمبے عرصہ تک قسط وار چلتی رہی ہے۔

کیونکہ تصوف اور عمل صالح کبھی جمع نہیں ہوسکتے کیونکہ جب کوئی شخص تصوف کی روش اختیار کرتا ہے تو اس کے اعمال کتاب وسنت کے خلاف ہونا شروع ہوجاتے ہیں۔ بلکہ صوفی تو شریعت کو ترک کر کے اس کے مقابلہ میں طریقت کی بے دینی کا شکار ہوجاتا ہے۔

(الصوفیه فی میزان الکتاب والسنة) ایک مختصر مگر جامع رسالہ ہے جو شیخ محمد بن جمیل زینو رحمۃ اللہ علیہ کا تصنیف کردہ ہے۔ موصوف بہت بڑے محقق عالم تھے خصوصا عقائد کے حوالہ سے ان کی مساعی انتہائی قابل قدر ہیں۔

اس رسالہ کا ترجمہ اردو میں کیے جانے کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی۔ اس ضرورت کو ہمارے فاضل دوست مولانا عبدالجبار صاحب نے پورا کیا جو ایک اچھا علمی ذوق رکھنے کے ساتھ ساتھ فرق ضالہ پر بھی اچھا مطالعہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے اس عمل کو اپنی رضا کے لیے خالص کردے اور اس کو مسلمانوں کے لیے نافع اور ہدایت کا ذریعہ بنائے، آمین یا رب العالمین۔

والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته.

عبدالعزیز پشین

یوم الجمعة 2 جمادی الثانیه 1432ھ

6 مئی 2011

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

انسانوں کی رہنمائی کی لیے آسمانی ہدایت(Guiedance) کے سلسلے کی آخری کڑی قرآن اور سنت کی شکل میں جسے دین اسلام کا نام دیا گیا ہے اس قدر مکمل اور واضح ہے کہ کوئی بھی شخص اس میں اس لحاظ سے کجی اختیار نہیں کرسکتا کہ یہ واضح نہیں ہے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ③﴾ (المائدۃ: 3)

”آج کے دن میں نے تمہارے لیے دین مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کردیا اور اسلام کو بطور دین تمہارے لیے پسند کرلیا۔“

نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ (النحل: 89)

”اور ہم نے آپ کی طرف ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جو ہر چیز کی وضاحت لیے ہوئے ہے۔“

اسلام نے انسان کو خیر وشر کے تمام راستوں سے آگاہ کر دیا اور اس کے ساتھ ساتھ خیر کے حصول اور شر سے بچنے کے طریقے بھی سکھا دیے تا کہ دین پر عمل کرنے کے اعتبار سے کسی پر کوئی بھی حجت باقی نہ رہے۔

اور یہ دین اس قدر کامل ہے کہ یہود مسلمانوں پر طنز کرتے ہوئے کہا کرتے تھے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کا نبی کیسا ہے کہ ان کو قضائے حاجت تک کے آداب بھی سکھاتا ہے۔

(قَدْ عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُمْ ﷺ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْخِرَاءَةِ). ①

''تمہیں تو تمہارے نبی نے ہر چیز سکھائی ہے یہاں تک کہ قضائے حاجت کا طریقہ بھی۔''

نبی ﷺ نے دین کے مکمل واضح ہونے کی مثال دیتے ہوئے فرمایا:

«قَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا، لَا يَزِيغُ عَنْهَا بَعْدِي إِلَّا هَالِكٌ». ②

''یقیناً میں نے تمہیں ایک روشن راستے پر چھوڑا ہے جس کی راتیں بھی اس کے دنوں کی طرح (روشن) ہیں، میرے بعد جو بھی اس راستے سے ہٹنے کی کوشش کرے گا وہ ہلاکت میں جا پڑے گا۔''

یعنی ہمارے ہاں تو ایسا ہے کہ دن کے مقابلہ میں رات کو جتنا بھی روشن کرنے کی کوشش کر لی جائے دن کی روشنی کا متبادل نہیں ہو سکتی۔ مگر دین اس قدر واضح اور روشن ہے کہ اس میں رات اور دن کی مثال لی جائے تو اس کی راتیں بھی دنوں کی طرح ہی روشن نظر آئیں گی۔ گویا دین انتہائی واضح ہے اس میں کوئی پیچیدگی (Complexity) نہیں ہے۔

واضح اور مکمل ہونے کے ساتھ ساتھ اسلام کی ایک بہت بڑی صفت یہ بھی ہے کہ یہ آسان ہے اور ویسے بھی منطقی طور پر (logically) جو چیز واضح ہوتی ہے اس میں

---

① صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب الإستطابة: 262

② **اسناده صحيح**: سنن ابن ماجه، كتاب السنة، باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين المهديين: 43، مسند احمد: 126/4

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آسانی کا عنصر لازمی طور پر پایا جاتا ہے۔اس اعتبار سے بھی اس دین کو آسان ہونا چاہیے تھا کہ یہ دین تمام انسانوں کے لیے ہے اور انسانوں میں عقل وشعور اور صلاحیت کے اعتبار سے بہت فرق (Difference) پایا جاتا ہے،کوئی بہت ذہین ہے تو کوئی درمیانہ اور کسی کی ذہانت اور شعور کا درجہ (level) بہت ہی کم ہوتا ہے۔تو اگر دین اسلام تمام انسانوں کے لیے راہنمائی (Guiedance) ہے تو پھر اس کے ہر ذہنی صلاحیت (Mental Capacity) کے انسان کے لیے آسان ہونا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک ہی سورۃ میں چار بار ایک ہی بات کو دہرایا تاکہ خوب اطمینان حاصل ہو جائے کہ دین آسان ہے:

﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ﴾۔ ①

اور یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت کے حصول کے لیے آسان بنا دیا ہے سو کوئی ہے جو نصیحت حاصل کرنا چاہے؟"۔

ہاں اس کے باوجود بھی قرآن کے کچھ مقامات آسانی سے سمجھ میں نہیں آتے تو اس کا حل بھی اللہ تعالیٰ نے بتا دیا:

﴿فَسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾۔ ②

"سو تم اہل ذکر سے پوچھ لیا کرو اگر تم نہیں جانتے۔"

اب اس کے برعکس وہ لوگ جو اسلام کی اس شمع کو اپنی پھونکوں سے بجھانے کے خواب دیکھتے ہیں اور اس کے لیے دن رات کوششیں بھی کر رہے ہیں ان لوگوں نے اس نورالٰہی کو ماند کرنے بلکہ بجھانے کے لیے کیا طریقہ استعمال کیا ذیل کی چند سطور میں ہم

① سورة القمر: 40،32،22،17

② سورة النحل: 43؛ سورة الأنبياء: 07

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا مختصر جائزہ (Brief review) لیتے ہیں۔

جیسے ہی یہ دنیا نور اسلام سے منور ہونا شروع ہوئی تب سے ہی تاریکیوں کے پھیلانے والے شیطان کے چیلے اسلام کی مخالفت (Opposition) میں دو طرح سے سامنے آئے

1......ایک وہ جو کھلم کھلے اسلام اور مسلمانوں کی مخالفت کرنے والے ہیں۔ جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ کی ابتداء میں ہی کر دیا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۞﴾ ۔ (البقرۃ: 6)

"یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ان کے لیے برابر ہے آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔"

2......دوسرے وہ جو اسلام کا نام لینے والے، اسلام کا لبادہ اوڑھنے والے یا کسی نہ کسی اعتبار سے اسلام سے تعلق ظاہر کرنے والے۔

اور تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ اہل اسلام کے لیے زیادہ خطرناک یہی لوگ ثابت ہوئے۔ اس سے پہلے کہ ہم اس گروہ کے متعلق بات کریں یہاں ایک اٹھنے والے سوال کا جواب ہم جاننے کی کوشش کرتے ہیں اور وہ سوال یہ ہے کہ اسلام کو مٹانے کی یہ سازش اسلام کے نام پر ہی کیوں؟

کیونکہ یہ اس قدر عمدہ اور دلکش دین ہے کہ اس کے مخالفین اسے بدنام کرنے میں ناکام نظر آتے ہیں کیونکہ وہ اسلام کی تعلیمات میں سے کسی بھی تعلیم کو انسانیت کے لیے نقصان دہ ثابت نہیں کر سکے، بلکہ اسلام انسانوں کے لیے سراسر سراپا رحمت ہے اور جو شخص بھی اس کو اپناتا ہے وہ اس میں اپنے تمام مسائل کا حل پا لیتا ہے۔ تو اس چیز کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدنظر رکھتے ہوئے اسلام کے مخالفین نے اسلام کے نام پر اسلام کی عمارت کو گرانے کی سازش کی۔

اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ اسلام عقائد واعمال کے مجموعہ کا نام ہے محض نام رکھ لینے سے کوئی مسلمان نہیں بن جاتا۔

آیئے ہم اس دوسرے طبقہ میں سے چند ایک کا تذکرہ کرتے ہیں:

1......سب سے پہلے اسلام کے نام پر اسلام کی جڑیں کاٹنے اور اسلام کی بنیاد کو کھوکھلا کرنے والے لوگ منافقین تھے۔ یہ چونکہ سب سے خطرناک گروہ ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کا تذکرہ بھی تفصیل سے کیا ہے جیسے سورۃ البقرۃ سے کے شروع سے دیکھ لیجئے اس کی ابتدا میں تین قسم کے لوگوں کا تذکرہ ہے:

1......پہلی پانچ آیات میں متقین (حقیقی مسلمان)

2......اس کے بعد کی دو آیات میں کفار (اسلام کا صریحا انکار کرنے والے)

3......اس کے بعد تیرہ آیات میں منافقین۔

اسی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ کس قدر خطرناک اور اسلام و اہل اسلام کے لیے مضر گروہ ہے۔ ان کی مضرت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم میں سب سے نیچے اسی زمرے (Gategory) میں آنے والے لوگوں کی جگہ بتائی ہے۔

﴿إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿١٤٥﴾﴾ (النساء: 145)

''یقیناً منافقین جہنم کے سب سے نیچے والے گھڑے میں ہیں۔''

پورے قرآن میں جابجا اللہ تعالیٰ نے ان کی سازشوں کو بے نقاب کیا ہے، ان کے خبث باطن، شر اور فتنے کو واضح کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2.....دوسرا گروہ جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کی بیخ کنی پر کمر بستہ رہا اور آج تک ہے وہ ابن سبا یہودی کی ذریت روافضہ کی صورت میں موجود ہے۔ کہ جنہوں نے اسلام کی بنیاد تک کو مشکوک قرار دے دیا اور یہاں تک جسارت کر بیٹھے کہ موجودہ قرآن وہ قرآن ہی نہیں ہے اصل قرآن اس دنیا میں نہیں بلکہ ایک امام غائب کے پاس ہے جو قرب قیامت کو اسے لے کر نمودار ہوگا۔ تاریخ ایسے لوگوں کی اسلام دشمنی سے بھی بھری پڑی ہے، اس امت میں فتنہ وفساد اور قتل وغارت گری اسی گروہ کی مرہون منت ہے اس قتل وغارت گری کی ابتدا سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مظلومانہ قتل سے ہوئی تھی۔ چونکہ یہ گروہ ہمارے موضوع سے خارج ہے اس لیے اس پر ہم طویل بات کرنا غیر موزوں سمجھتے ہیں ورنہ قلم وقرطاس میں یہ استطاعت کہاں کہ ان کی سازشوں کا احاطہ اتنی جلدی کر سکے۔

3.....تیسرا گروہ جس نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کی شکل کو بگاڑنے کی کوشش کی، اور اسلام کے خلاف اس قدر خطرناک یورش کی کہ کتنے ہی اسلامیان کو فتنے میں مبتلا کر کے رکھ دیا، اور وہ اسلام کے نام پر اسلام دشمنی کا شکار ہو گئے، اسلام کی تعظیم کے نام پر اسلام کی گستاخی کے مرتکب ہوئے، اسلام کی بلندی کے نام پر اسلام کی پستی کا سبب بنے اور اسلامی تعلیم کے نام پر اسلام کی تعلیم سے بالکل بے بہرہ رہے، اور اس ناقابل حذف وزیادتی والے دین میں کتنے ہی اضافے اور کتنی ہی چیزوں کے حذف کا باعث بنے۔ اور وہ طبقہ ہے صوفیہ کا جو کہ ہماری کتاب کا موضوع بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس دین کی حفاظت دو طرح سے کی ہے ایک الفاظ (Words) کی حفاظت کہ اس میں کسی قسم کی ردوبدل نہیں ہوسکتی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دوسری اس پر عمل (practical) کے اعتبار سے کہ ان پر عمل کو محفوظ کر لیا گیا ہے۔ اور سورۃ الحجر کی آیت 09 میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جس حفاظت کی ذمہ داری اٹھائی ہے وہ ان دونوں اقسام کی حفاظت پر مشتمل ہے۔

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾۔ (الحجر: 09)

''یقیناً ہم نے ہی ذکر کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔''

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو علم کے اٹھ جانے کے متعلق آگاہ کیا اور اس وقت سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ڈرایا تو ایک صحابی زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول:

(كَيْفَ يُخْتَلَسُ مِنَّا وَقَدْ قَرَأْنَا الْقُرْآنَ فَوَاللّٰهِ لَنَقْرَأَنَّهُ وَلِنُقْرِأَنَّهُ نِسَآءَنَا وَأَبْنَآءَنَا).

''ہم سے کس طرح علم اٹھا لیا جائے گا اور جب کہ ہم نے قرآن پڑھ لیا ہے، اللہ کی قسم ہم ضرور قرآن پڑھیں گے اور اسے اپنے بچوں اور بیویوں کو بھی ضرور پڑھائیں گے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا زِيَادُ! اِنْ كُنْتُ لَأَعُدُّكَ مِنْ فُقَهَآءِ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ هٰذِهِ التَّوْرَاةُ وَالْاِنْجِيْلُ عِنْدَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى فَمَاذَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ». [1]

---

[1] **إسناده حسن**: سنن ترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء ذهاب العلم: 2653 واللفظ له؛ سنن ابن ماجه، ابواب الفتن، باب ذهاب القرآن والعلم: 4048؛ مسند أحمد: 219/4؛ المعجم الكبير للطبرانی: 225/5

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے زیاد! تیری ماں تجھے گم پائے (ڈانٹ کے لیے بولا جانے والا جملہ) میں تو آپ کو مدینہ کے سب سے سمجھ دار لوگوں میں شمار کرتا تھا، یہ تورات اور انجیل یہود ونصاریٰ کے پاس ہے اور انھیں کیا فائدہ پہنچاتی ہیں۔''

(وفی روایة «لَمْ يَنْتَفِعُوا مِنْهُ بِشَيْءٍ»).

''ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ وہ اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکے۔''

ملاحظات:

اس حدیث میں نبی ﷺ نے صرف قرأت قرآن کو ہی کافی قرار نہیں دیا بلکہ آپ نے اس بات پر تعجب کا اظہار کیا اور اپنے صحابی کو ڈانٹا بھی کہ انہوں نے قرأت قرآن کو حفاظت قرآن سمجھ لیا۔

تو گویا دین کی حفاظت جیسے الفاظ کو محفوظ کرنے کے ذریعے کی گئی اسی طرح اس پر عمل کی حفاظت بھی اللہ کی طرف سے کی گئی اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اللہ کے رسول ﷺ کے اقوال کے ساتھ ساتھ اپنے افعال کو بھی آگے روایت کیا یہاں تک کہ نبی ﷺ نے کوئی بات بیان کرتے ہوئے جو انداز اختیار کیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے جب یہ حدیث آگے بیان کی تو وہ انداز بھی اختیار کیا اور فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں اس طرح سے حدیث بیان فرمائی۔

علم کے اٹھ جانے کو علماء کے ساتھ کیوں خاص کیا گیا؟:

نبی ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰى إِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمٌ اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ أَضَلُّوْا)). ①

''بلا شبہ اللہ تعالیٰ علم کو یوں قبض نہیں کریں گے کہ اس کو بندوں (کے دلوں) سے چھین لیں، بلکہ اللہ تعالیٰ علم کو قبض کریں گے علماء کو قبض کرنے کے ساتھ یہاں تک کہ کوئی عالم باقی نہیں رہے گا، لوگ جہلاء کو اپنا سرپرست بنالیں گے، ایسے (جہلاء) سے سوال پوچھے جائیں گے تو یہ بغیر علم کے فتوے دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔''

قابل غور بات یہ ہے کہ علم کے اٹھنے کو علماء کے ساتھ خاص کیوں گیا جب کہ کتب خانے علمی کتابوں سے بھرے پڑے ہیں۔

علماء کیونکہ علم کے محافظ ہوتے ہیں اپنے عمل کے ذریعے اس لیے اصل علم تب اٹھتا ہے جب اس پر عمل اٹھ جاتا ہے۔

نبی ﷺ نے زیاد رضی اللہ عنہ والی حدیث میں جو یہود نصاریٰ کی مثال دی وہ اسی لیے تھی کہ ان کے پاس کتاب تو موجود تھی مگر اس پر عمل چھوڑ چکے تھے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا قول ہے:

(فَإِنَّ الْعِلْمَ لَا يَهْلِكُ حَتّٰى يَكُوْنَ سِرًّا). ②

''علم تب تک ہلاک نہیں ہوگا جب تک وہ راز نہ بن جائے۔''

یعنی جب تک علم کتابوں میں رہے گا تب تک وہ ایک راز ہی کی صورت میں ہوگا

---

① صحيح البخاري: كتاب العلم، باب كيف يقبض العلم؟: 100؛ صحيح مسلم، كتاب العلم، باب رفع العلم وقبضه، وظهور الجهل والفتن في آخر الزمان: 2673

② صحيح بخاري: كتاب العلم، باب كيف يقبض العلم؟ قبل حديث: 100 مع فتح الباري: 1/194، 195

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ جس سے اکثر لوگ آگاہ نہیں ہوں گے۔اس کے برعکس جب علم عمل میں آتا ہے تو پھر لوگوں میں زندہ رہتا ہے اور اس کی کیفیت راز والی نہیں رہتی۔

اور جب عمل ختم ہوتا ہے تو پھر علم میں خیانت اور تحریف بھی شروع ہو جاتی ہے جیسا کہ توراۃ اور انجیل میں یہی ہوا۔

ہر نبی کی ذمہ داری کتاب کی تعلیم کے ساتھ ساتھ اس پر عمل کر کے دکھانی بھی ہوتی ہے:

﴿وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ﴾۔ (الأنعام: 163)

"اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے اس کو تسلیم کرنے والا ہوں۔"

یعنی اس پر سب سے پہلے رسول عمل کر کے دکھاتے ہیں۔ورنہ کتاب تو کسی بھی جگہ رکھ کے کہا جا سکتا تھا کہ اس کو اٹھا لو۔تو رسول ﷺ کی ذات کے مقاصد میں بنیادی مقصد احکام وحی کو عمل میں لا کر لوگوں کے سامنے رکھنا ہے۔

انتباہ:

مذکورہ بالا حدیث میں ان لوگوں کے لیے بھی ایک وارننگ ہے جو علم سے بے بہرہ لوگوں کو اپنا رئیس، سرپرست یا مفتی بنا لیتے ہیں اور ان لوگوں کے لیے بھی ایک کھلی دھمکی ہے جو بغیر علم کے فتوے دیتے ہیں، خود نبی ﷺ نے انھیں گمراہ قرار دیا، بلکہ ان کو لوگوں کی گمراہی کا سبب بھی قرار دیا۔

ایک غلط فہمی:

دین اور علم و تعلم سے منسلک کچھ لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں کہ ہم چونکہ قرآن کریم کا ترجمہ پڑھ چکے ہیں تو گویا ہم بھی قرآن فہمی رکھنے والوں میں شامل ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے ہیں۔ حالانکہ ایسے لوگوں کے بارے میں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ قرآن کے ترجمہ کو سمجھنے والے بن گئے ہیں۔ اگرچہ یہ بھی بڑی غنیمت اور اعزاز کی بات ہے مگر ہمیں قرآن فہمی اور قرآن کے ترجمہ کے فہم میں فرق کو سمجھنا چاہیے۔

اسے مثال کے ذریعے یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ ''الحمد للہ'' کا ترجمہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ یہ تو قرآن کے ترجمہ کا فہم ہے، قرآن کا فہم اس شخص کو ہوگا جو یہ جانتا ہوگا کہ ترجمہ میں تعریف کے ساتھ ''تمام'' کیسے آیا؟ نیز حمد کے شروع میں الف لام کیوں اور کن معانی کے لیے آیا ہے؟

وہ شخص کیسے علم سے اپنی وابستگی کا اظہار کر سکتا ہے جو قرآن مجید یا احادیث وغیرہ کو بغیر اس کے ترجمہ کے سمجھنے کی صلاحیت ہی نہ رکھتا ہو؟ بلکہ کم از کم ان لوگوں کو تو ضرور چاہیے جو قرآن کے ترجمہ کو سمجھتے ہیں کہ وہ عربی زبان کو کم از کم اس حد تک تو سیکھیں کہ وہ ترجمہ کے بغیر بھی قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کو سمجھ سکیں۔

اور تعجب ہوتا ہے ایسے لوگوں پر جو دینی تعلیم کے ساتھ وابستہ ہیں اور عربی سے بے بہرہ ہیں اور صد تعجب کا مقام تو تب پیدا ہو جاتا ہے کہ جب یہ پتہ چلتا ہے کہ ان کی طرف سے عربی سیکھنے کی کوشش ہے اور نہ ہی دل میں خواہش!۔

صوفیہ کا اسلام پر حملہ:

سابقہ بحث پڑھ لینے کے بعد اب ہم مندرجہ بات کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ صوفیہ کا اسلام پر وار کس اعتبار سے تھا اور اسلام کے کس حصے پر تھا۔

اگرچہ صوفیوں نے علم لدنی کی بدعت کو نکالنے کے ساتھ اسلام کے تحریری حصے پر وار کیا مگر یہ حملہ اس قدر مؤثر ثابت نہ ہو سکا کیونکہ مسلمانوں کا قرآن سے جو لگاؤ تھا اس کو اتنی جلدی ختم نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے اس سازش کا شکار بہت زیادہ لوگ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوئے۔

صوفیہ کا اصل حملہ(Attack) اسلام کے دوسرے حصے (Practical part) پر ہے اور انہوں نے اسلام کی تعلیمات کو ناقابل عمل بنانے کی پوری کوشش کی اور اس غرض کو پورا کرنے کے لیے انہوں نے شریعت کے مقابلہ میں طریقت کی اصطلاح (Term) ایجاد کی۔

اور منکرین حدیث وغیرہ اور اس طرز کے تمام فرقوں کا ہدف(Target) بھی یہی ہے۔یعنی لوگ قرآن کو ماننے کا دعوی تو رکھتے ہیں مگر قرآن پر عمل کو بگاڑتے ہیں اور یہ بات تو معلوم ہی ہے کہ قرآن پر عمل حدیث رسول ﷺ کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

اسلامی تعلیمات میں بگاڑ:

صوفیہ نے اسلامی تعلیمات میں دو اعتبار سے بگاڑ پیدا کیا ہے:

1۔مسلمات دین میں بگاڑ (Destruction)

2۔اپنی طرف سے اضافہ(Additions)

جہاں تک بگاڑ کا تعلق ہے تو یہ سب سے زیادہ عقیدہ میں کیا گیا ذیل میں ہم ان کے اس بگاڑ کے متعلق چند ایک چیزیں دیکھتے ہیں۔

صوفیہ کے عقیدہ میں بگاڑ کی چند شکلیں:

1...... عقیدہ کتاب وسنت کی نصوص سے ثابت ہوتا ہے جب کہ صوفیہ کے ہاں عقیدہ الہام سے ثابت ہوتا ہے اور صوفیہ کے نزدیک الہام جنات اور شیاطین سے دوستی کی بناء پر ثابت ہوتا ہے۔(الفکر الصوفی: 35)

2.....فناء فی اللہ:اس کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اللہ کی ذات میں فناء ہو جاتا ہے اور اس پر تمام عیوب کھل جاتے ہیں اور اسے بیداری میں بھی کشف ہوتا ہے اور وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیداری میں بھی رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کر سکتا ہے۔

3......حلول: بندے کے جسم میں یا کسی بھی چیز میں اللہ تعالیٰ کا (نعوذ باللہ) داخل ہو جانا۔ اور یہ منصور حلاج صوفی کا ایجاد کردہ عقیدہ ہے۔

4...... وحدة الوجود: تمام مخلوقات کو ایک ہی وجود تسلیم کرنا یعنی ہر چیز ایک ہی وجود کی مختلف شکلیں ہیں یعنی ہر چیز میں (نعوذ باللہ) اللہ موجود ہے۔ یہ صوفیوں کے سرخیل ابن عربی کا عقیدہ ہے۔

5......رسولوں کے بارے میں غلط اعتقاد:

بایزید بسطامی صوفی کہتا ہے:

(خضنا بحرا وقف الانبياء بساحله)

''ہم (علم ومعرفت کے) سمندر میں غوطہ زن ہو گئے اور انبیاء ساحل پر ہی کھڑے رہ گئے۔'' (العیاذ باللہ)

نیز رسول اللہ ﷺ کے متعلق ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ درحقیقت عرش پر بھی رسول کی ذات ہی ہے (نعوذ باللہ)

جو مستوی عرش تھا مصطفیٰ ہو کر اتر پڑا مدینہ میں مصطفیٰ ہو کر

نیز یہ کہ زمین وآسمان کی ہر چیز نبی ﷺ کے نور سے پیدا کی گئی ہے۔ یہ عقیدہ بھی ابن عربی سے شروع ہوا اور اس کے بعد کے تمام صوفیہ میں رہا۔

6...... جنت وجہنم کے بارے میں عقیدہ: جنت کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کی رغبت رکھی جائے اور نہ جہنم ایسی چیز ہے جس سے ڈرا جائے۔

6......ابلیس اور فرعون کے بارے میں اعتقاد: ابلیس سب سے کامل عبد اور افضل مخلوق ہے کیونکہ اس نے اللہ کے ماسوا کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ فرعون بھی بڑے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مو۔۔ین میں سے تھا کیونکہ اس نے کہا کہ:

﴿أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ﴾۔

اور اس نے یہ محض اس لیے کہا تھا کہ اس نے یہ جان لیا تھا کہ ہر موجود میں اللہ ہے۔

عبادات کے بارے میں اعتقاد:

1.....صوم وصلاۃ ، حج وزکوۃ عوام کی عبادات ہیں۔اسی بناء پر صوفیہ کے مختلف فرقوں نے اپنی اپنی مختلف عبادات کو ایجاد کیا جو کہ عجیب وغریب قسم کی حرکات اور بے ڈھنگے کلمات پر مشتمل ہیں۔

2.....حلال وحرام کے بارے اعتقاد: کوئی بھی چیز حرام نہیں ہے کیونکہ:

(لان لكل عين واحدة).

''ہر چیز کی اصل ایک ہی ہے۔''

اسی بناء پر بدکاری، زنا وغیرہ ان کے نزدیک حرام نہیں ہیں۔ بلکہ وہ یہ کہہ کر کہ صوفیہ سے تمام تکالیف اٹھا لی گئی ہیں ان کے لیے تمام حرام چیزوں کو بھی حلال قرار دیتے ہیں۔

3.....عبادات کے ضمن میں سب سے خطرناک چیز ان کا نظام تربیت (System) ہے۔ جس میں سب سے پہلے بندے کی عقل پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے پھر انھیں اپنی طرف مانوس کیا جاتا ہے پھر تعظیم واحترام کے جال میں اتار کے صوفیہ کے عقائد اور تعلیمات سے آگاہ کیا جاتا ہے حتی کہ واپسی کے تمام راستے مسدود کر دیئے جاتے ہیں۔

4.....صوفیہ کے نزدیک جہاد: صوفیہ کی جہاد کی مخالفت ہی ان کے اسلام کی بیخ کنی پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمر بستہ ہونے پر شاہد عدل ہے۔

اور اسلام کے نام پر ایسے جتنے بھی لوگ آئے جنھوں نے اسلام کو نظریاتی طور پر غیر مستحکم کرنے کی کوشش کی وہ جہاد کی مخالفت ضرور کرتے رہے۔ مثلاً قادیانی، منکرین حدیث وغیرہ۔ یہ اس لیے کیونکہ جہاد ہی وہ چیز ہے جس میں غلبہ اسلام کا راستہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِيٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝﴾۔ (التوبة: 33)

''اللہ وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا (اس مقصد کے لیے) تاکہ وہ اس دین حق کو تمام ادیان پر غالب کر دے۔''

دین حق کے ساتھ رسول مکرم ﷺ کو مبعوث کرنے کا مقصد اس کو تمام ادیان باطلہ پر غالب کرنا ہے، اس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تین جگہ انہی الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے ایک تو سورۃ توبہ کا مذکورہ مقام اور باقی دو مقامات (سورۃ الفتح:28) اور (سورۃ الصّف:09) ہیں۔

یہاں قابل توجہ بات یہ ہے کہ ان تینوں مقامات پر اللہ تعالیٰ نے غلبہ دین کی بات سے پہلے یا متصل بعد جہاد وقتال کا ذکر فرمایا ہے۔

مزید براں اسلام میں لوگوں کا فوج در فوج داخل ہونا اور مسلمانوں کی شان وشوکت کا دور بھی اسی فریضہ کی ادائیگی میں مضمر ہے اور مسلمانوں کے زوال کی اتھاہ گہرائیوں میں گر جانے کے بعد جو غلبہ اسلام اور مسلمانوں کے عروج کا دور ہوگا وہ بھی اسی فریضہ کی ادائیگی کے ساتھ ہی ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بات سے کون نظریں چرا سکتا ہے کہ غزوہ بدر سے لے کر خلافت عمر رضی اللہ عنہ تک اور اس کے بعد خلافت راشدہ کے دور اسلام کا عروج کس چیز کا مرہون منت ہے؟

نیز زوال و پستی کے بعد جب اس امت کو مہدی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعے اللہ تعالیٰ عروج نصیب کریں گے تو وہ بھی جہاد ہی کے پرچم تلے ہوگا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«بُعِثْتُ بِالسَّيْفِ حَتّٰى يُعْبَدَ اللّٰهُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَجُعِلَ رِزْقِيْ تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِيْ، وَجُعِلَ الذِّلَّةُ وَالصِّغَارُ عَلٰى مَنْ خَالَفَ أَمْرِيْ، وَمَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ». ①

”مجھے قیامت سے پہلے تلوار دے کر بھیجا گیا ہے اور اس وقت تک لڑنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک کہ ایک اللہ کی عبادت نہ کی جانے لگے، اور اللہ نے میرا رزق میرے نیزے کی نوک کے نیچے رکھا ہے، اور ذلت ورسوائی اس شخص کا مقدر بنا دی گئی ہے جو میری اس راہ کی مخالفت کرے گا، اور جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ انہیں میں شامل ہوگا۔“

نجات کی راہ:

نجات کی راہ یہی ہے کہ دین اسلام پر اسی طریقے سے عمل کیا جائے جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھایا، اس میں کسی قسم کی زیادتی اور غلو سے کام نہ لیا جائے۔

بڑا مشہور واقعہ ہے تین صحابہ رضی اللہ عنہم والا کہ جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج

---

① **إسناده حسن**: مسند أحمد: 50/2؛ مصنف ابن أبي شيبة: 218/4، ح: 19394؛ شعب الإيمان للبيهقي: 75/2، ح: 1199، اس روایت میں عبدالرحمن بن ثابت بن ثوبان راجح قول کے مطابق حسن الحدیث راوی ہے، واللہ اعلم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کسی ایک کے گھر میں آئے اور اللہ کے رسول کی عبادت کے متعلق سوال کیا۔ اور جب ان کو بتایا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عبادت میں کس قدر شوق رکھتے تھے اور کتنی کثرت سے عبادت کرتے تھے تو انہوں نے اپنی عبادات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے معاملہ میں حقیر سمجھا۔

ان میں سے ایک نے کہا:

''میں تو ہمیشہ قیام اللیل کروں گا (یعنی رات کو سویا نہیں کروں گا)۔''

دوسرے نے کہا:

''میں ہمیشہ (نفلی) روزے رکھوں گا کبھی روزہ نہیں چھوڑوں گا۔''

تیسرے نے کہا:

میں خواتین سے کنارہ کشی کروں گا اور کبھی شادی نہیں کروں گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب واپس تشریف لائے اور آپ کو یہ بتایا گیا تو آپ نے غصے کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

«وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهٗ لٰكِنِّیْ اَصُوْمُ وَأُفْطِرُ وَأُصَلِّیْ وَاَرْقُدُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَيْسَ مِنِّیْ». ①

''اللہ کی قسم میں تم میں سے سب سے بڑھ کر اللہ سے ڈرنے والا اور اس کا تقویٰ اختیار کرنے والا ہوں اس کے باوجود میں (نفلی) روزہ رکھتا ہوں اور کبھی نہیں رکھتا، میں (رات کو) نماز بھی پڑھتا ہوں آرام بھی کرتا ہوں،

① صحیح بخاری: کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، رقم الحدیث: 5063؛ صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب إستحباب النکاح لمن تاقت نفسہ......:1401

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور میں نے شادیاں بھی کر رکھی ہیں سو جس نے میرے طریقے سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے۔''

قابل غور بات یہ ہے کہ ان صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ تمام باتیں حسن نیت اور عبادت کے شوق میں کہی تھیں مگر چونکہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مخالف تھیں، لہٰذا اس پر یہ وعید سنائی گئی کو جو شخص ایسا کرے گا وہ مجھ میں سے ہے ہی نہیں۔

صوفیاء کی گمراہی کا سبب بھی یہی ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر قناعت نہیں کی بلکہ خود ساختہ عبادات کو فروغ دیا اور صراط مستقیم سے دور بہت دور ہٹتے چلے گئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر استقامت عطا فرمائے اور ہمیں تمام ظاہری و باطنی فتن سے محفوظ رکھے آمین۔

عبدالجبار بن بلال احمد

یوم الاربعاء 7 جمادی ثانیہ، 1432ھ

11 مئی 2011

جامع مسجد قباء 8-I مرکز اسلام آباد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمۃ المؤلف

إن الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له وأشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمد عبده ورسوله.

اما بعد! مسلم ممالک میں صوفیت کافی حد تک پھیلی ہوئی ہے اور مجھے کئی سال ان ممالک میں گزارنے کا موقع ملا ہے۔ میں نے صوفیوں کی کئی مجالس میں شرکت بھی کی پھر اپنے مشاہدات کو اپنی کتابوں میں بھی بیان کیا۔

خاص طور پر میں نے اپنی کتاب ”معلومات مهمه من الدين“ (دین کی اہم معلومات) کے باب ”الصوفية فی ميزان الكتاب والسنة“ کے تحت صوفیاء کے متعلق بحث کی ہے۔جدہ میں نشر واشاعت کے ایک ادارہ ”دار المحمدی للنشر والتوزيع“ نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں صوفیوں کے متعلق اس بحث کو علیحدہ ایک مستقل کتابچہ کی شکل میں تحریر کروں تا کہ لوگ صوفیہ کو کتاب وسنت کے ترازو میں تولنے کے بعد واضح دلائل کی روشنی میں ان کی حقیقت سے آگہی حاصل کرسکیں۔

لہٰذا میں نے اس مستقل رسالہ میں صوفیت سے متعلقہ چند اہم ابحاث اور مفید تحریروں کا اضافہ کیا ہے تا کہ لوگ صوفیاء کی کتاب وسنت سے مخالفت کو جان لیں۔

میں اپنے اس کام کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے اس بات کی امید کرتا ہوں کہ وہ ان صوفیوں کو ہدایت دے اور ہمیں بھی صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔میں اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اس بات کا بھی سوال کرتا ہوں کہ وہ اس رسالہ کو مسلمانوں کے لیے مفید بنائے اور اس کو اپنی رضا کے لیے خالص کر دے۔ آمین

محمد بن جمیل زینو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصوف کی ابتدا

یہ بات یقینی طور پر معلوم نہیں ہوسکی کہ امت مسلمہ میں تصوف کی ابتدا کب ہوئی اور سب سے پہلا صوفی کون تھا؟ البتہ امام شافعی رحمہ اللہ کی مصر آمد کے زمانہ میں ان کا کلام اس بارے میں کسی حد تک وضاحت کرتا ہے، وہ فرماتے ہیں:

''ہم نے بغداد اس حالت میں چھوڑا کہ اس میں زندیق لوگوں نے ایک بدعت ایجاد کر لی تھی جسے وہ سماع کا نام دیتے تھے''

''زندیق لوگوں'' سے امام شافعی کی مراد یہاں صوفیاء ہیں اور ''سماع'' سے ان کی مراد گانا، بجانا، بھنگڑے اور دھمال ہیں۔

یہ بات تو معروف ہی ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کی مصر آمد 199 ہجری میں ہوئی تھی۔امام شافعی کے کلام میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ''سماع'' کا معاملہ ان زندیقوں کی نئی اختراع ہے جب کہ یہ بات ڈھکی چھپی نہیں کہ وہ اس سے پہلے ظاہر ہو چکے تھے اور امام شافعی کا ان کے بارے میں کثرت سے بات کرنا بھی یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ امام شافعی کی مصر آمد سے پہلے اپنا وجود رکھتے تھے۔مثلاً امام شافعی کا ان کے متعلق یہ قول کہ ''اگر کسی آدمی نے دن کے ابتدائی حصہ میں تصوف کو اختیار کرلیا تو وہ دوپہر سے پہلے احمق بن چکا ہوگا'' یہ تمام اقوال اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ تیسری صدی ہجری کے اختتام سے پہلے ہی ایک ایسا فرقہ وجود میں آچکا تھا جسے علمائے اسلام کبھی ''زنادقہ'' اور کبھی ''صوفیہ'' کا نام دیتے تھے۔

امام احمد رحمہ اللہ جو امام شافعی رحمہ اللہ کے ہم عصر ہی نہ تھے بلکہ ان کے ابتدائی تلامذہ میں سے بھی ہیں کے اکثر اقوال میں تصوف کی طرف منسوب ان خاص اور معین افراد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے متعلق بڑی نفرت پائی جاتی ہے۔جیسا کہ ایک شخص نے امام صاحب رحمہ اللہ سے حارث محاسبی ① کے کلام کے بارے میں فتویٰ طلب کیا تو امام صاحب رحمہ اللہ نے جواب میں فرمایا:

"میں نہیں سمجھتا کہ تمہیں ان کی مجلس اختیار کرنی چاہیے"

امام موصوف رحمہ اللہ نے یہ فتویٰ اس بات سے آگاہ ہونے کے بعد دیا تھا کہ وہ لوگ اپنی مجالس میں آہ وبکا اور واویلا کرتے ہیں جس کو وہ "محاسبہ نفس" کا نام دیتے ہیں اور ایسی باتیں کرتے ہیں جو دل میں عجیب خیالات اور وسوسے پیدا کرنے والی ہوتی ہیں۔

تحقیق کے مطابق امام احمد رحمہ اللہ کا یہ کلام تیسری صدی ہجری کی ابتدا کا ہے۔ ابھی یہ صدی ختم نہ ہونے پائی تھی کہ تصوف اپنی اصلیت ظاہر کر چکا تھا اور بڑی تیزی سے امت میں پھیل چکا تھا۔صوفیہ اس قدر جرأت حاصل کر چکے تھے کہ اس سے پہلے وہ اپنی جن کرتوتوں کو لوگوں سے مخفی رکھتے تھے ان کا برملا اظہار کرنے لگے۔

مذکورہ تفصیل ہمیں اس بات سے آگاہ کرتی ہے کہ یہ صوفی تحریک اپنی ابتدا سے لے کر اپنے اعلانیہ ظہور تک تیسری اور چوتھی صدی ہجری میں منظر عام پر آ چکی تھی۔اسی دور میں صوفیاء کے تمام اکابرین اور بنیادی زعماء پیدا ہوئے اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ صوفیہ کے یہ تمام اکابرین فارسی النسل تھے ان میں سے کوئی ایک بھی عربی النسل نہیں تھا۔

پھر تصوف عقیدہ وتشریع کے اعتبار سے تیسری صدی ہجری کے اختتام تک اپنی انتہا کو پہنچ چکا تھا اور صوفیوں کے سرخیل منصور حلاج جیسے لوگ اپنے اعتقادات کو اشراف وسردار لوگوں کے سامنے پیش کرنے کی جسارت کر چکے تھے۔حسین بن منصور حلاج کے

① اس دور کا ایک صوفی تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کفریہ اعتقادات کی بنیاد پر ہی اس وقت کے علماء نے اس کے کفر اور واجب القتل ہونے کا فتویٰ دیا جس کے نتیجے میں 309 ہجری میں اسے قتل کر دیا گیا۔

اس واقعہ کے باوجود صوفیت مسلسل پھیلتی رہی اور اس کا پھیلاؤ بالخصوص فارس اور اس کے بعد عراق میں تھا۔ فارس میں صوفی تحریک کو اس لیے بھی پذیرائی حاصل ہوئی کہ وہاں ابو سعید المیہنی نامی شخص نے ایک خاص نظام ''سرائے''① قائم کیا جو بعد میں صوفیوں کا مرکز بن گیا، ابو سعید کے بعد عام صوفیاء نے اس نظام میں اسی کی تقلید کی۔

چوتھی صدی ہجری کے نصف میں صوفیاء کے مختلف سلسلوں کی ابتدا ہوئی جو بڑی تیزی سے عراق، مصر اور مغرب میں پھیل گئے۔ چھٹی صدی ہجری میں صوفیاء میں چند لوگوں کا ایک گروہ ظاہر ہوا جن میں سے ہر ایک کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی نسل سے ہے، ان میں سے ہر ایک نے ایک مخصوص طریقہ (سلسلہ) کی بنیاد رکھی اور اپنے مخصوص پیروکار قائم کیے۔ اس گروہ کے لوگوں میں سے ایک رفاعی تھا جو عراق، اور دوسرا بدوی تھا جو مصر میں منظر عام پر آئے جن کے ماں، باپ اور خاندان کے متعلق کسی کو علم نہ تھا۔ اور مصر میں انہی میں سے شاذلی نام کا ایک آدمی بھی تھا۔ انہی چند مخصوص سلسلوں سے ان کی پے در پے مزید شاخیں اور سلسلے بنتے چلے گئے۔

چھٹی، ساتویں اور آٹھویں ہجری میں صوفی ازم کا یہ فتنہ اپنی انتہا کو پہنچ چکا تھا۔ صوفیوں کے ایک نئے فرقے نے جنم لیا جو ''درویشوں'' کے ساتھ مخصوص تھا۔ اسی سلسلے کی کڑی میں مجذوب ظاہر ہوئے اور ہر طرف قبروں پر قبے نظر آنے لگے۔ مصر میں یہ سب کچھ سلطنتِ فاطمیہ (باطنیہ) کے مرہون منت ہے کہ جس نے عالم اسلام کے ایک

---

① اس سے مراد وہی قبوں اور مزارات جیسی رہائش گاہیں ہیں جہاں لوگ رات گزارنے کے لیے رک جاتے اور وہاں لنگر وغیرہ کا بھی انتظام ہوتا اور رقص و سرود اور سماع بھی ہوتا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسیع خطے پر قبضہ جما رکھا تھا۔مزارات کی تعمیر اور خود ساختہ قبریں انہی کے کارنامے ہیں ،انہی خود ساختہ قبروں میں حسین بن علی رضی اللہ عنہما اور سیدۃ زینب رضی اللہ عنہا کی قبریں بھی ہیں جن پر انہوں نے میلاد اور کئی ایک دوسری بدعات وخرافات کو بھی فروغ دیا۔مغرب میں سلطنتِ فاطمیہ کی ابتدا بنو عباس کی سنی حکومت کے خاتمے کے بعد ہوئی۔ اسی حکومت نے فرقہ صوفیہ کو ایک فوج کی شکل دی اور اسلام کی سرزمین سے صوفیوں کی شکل میں اس صلیبی لشکر کی مدد سے عالم اسلام پر چڑھائی کی۔

اس کے بعد یہ صورت حال ہر طرف عام ہوتی چلی گئی۔اس کے بعد نویں، دسویں اور گیارہویں صدی ہجری میں اس طرح کے واقعات کثرت سے رونما ہونے لگے اور اسی دور میں صوفیوں کے دسیوں سلسلے ظاہر ہوئے اور صوفی عقیدہ وشریعت امت میں سرایت کرتی چلی گئی اور موجودہ اسلامی تہذیب وترقی تک سرایت کرتی جا رہی ہے۔

امت اسلامیہ میں بیداری اور ترقی کی ابتدا ساتویں صدی ہجری کے آخر اور آٹھویں صدی ہجری کے شروع میں مجدد وقت شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے ہاتھوں ہوئی جنہوں نے اسلام سے منحرف جن عقائد پر اپنے بیان وقلم سے یلغار کی ان عقائد میں صوفیوں کے عقائد اور افکار بھی شامل ہیں۔ اس راہ میں انہیں بڑی بڑی آزمائشوں کا سامنا بھی کرنا پڑا۔آپ کے بعد آپ کے تلامذہ امام ابن قیم ، امام ابن کثیر، حافظ ذہبی اور ابن عبد الہادی رحمہم اللہ وغیرہ بھی ان باطل عقائد کے خلاف ایک مضبوط بند ثابت ہوئے۔

اس کے ساتھ ساتھ تصوف ، بگاڑ اور عقائد باطلہ کا یہ کانٹا بھی تقویت پکڑتا گیا اور امت اسلامیہ میں بہت زیادہ پھیل گیا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے بارہویں صدی ہجری میں ایک ایسی شخصیت کا انتخاب کیا جن کا نام امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ ہے۔امام موصوف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے انداز پر اور ان کی کتب سے راہنمائی حاصل کرتے ہوئے ان باطل نظریات پر ایک کاری ضرب لگائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے امت اسلامیہ کی ایک نئی نشوونما اور ترقی کے خواب کو شرمندہ تعبیر کیا۔ دنیائے اسلام کے کونے کونے سے اسلام کے ہمدرد اور مخلص لوگوں نے آپ کی دعوت پر لبیک کہا۔ لیکن اس کے باوجود تصوف کا شکنجہ عالم اسلام کے اکثر علاقوں میں مضبوط رہا اور صوفیہ کے رموز واصطلاحات ابھی تک اپنا وجود برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ رموز صوفیاء سے مراد قبریں، مزارات، گمراہ شیوخ اور بے ہودہ عقائد ہیں۔

اس موضوع پر مزید تفصیل کے لیے دیکھیے:

1۔ عبدالرحمٰن بن عبد الخالق کی تصنیف ''الفکر الصوفی فی ضوء الکتاب والسنۃ'' صفحہ 33

2۔ لیلیٰ بنت عبداللہ کی تصنیف ''الصوفیۃ عقیدۃ واہداف'' صفحہ 13، 17

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صوفیت کتاب وسنت کے میزان میں

عالم اسلام میں تصوف کے پھیل جانے کے بعد صوفیہ کے بارے میں مسلمانوں کے دو گروہ (School of thoughts) بن گئے۔ایک تو وہ جو تصوف کی تائید و حمایت کرنے والے ہیں اور دوسرا وہ جو تصوف کی بانگ دہل مخالفت کرنے والا ہے۔

ایک مسلمان اس سلسلہ میں حق کیسے پہچان سکتا ہے؟

کیا وہ ان لوگوں کا ساتھ دے جو صوفیہ کی حمایت کرتے ہیں اور ان کے نقش قدم پر چلتے رہے یا صوفیہ کے مخالفین میں شامل ہو جائے اور پہلے گروہ سے اجتناب کرے؟

اس سلسلے میں یہ ضروری ہے کہ کتاب اللہ اور سنت صحیحہ کی طرف رجوع کیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّأَحْسَنُ تَأْوِيْلًا ﴿٥٩﴾﴾ ①

”پھر اگر تم کسی چیز میں جھگڑ پڑو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ، اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے زیادہ اچھا ہے۔“

اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ وتابعین کے زمانہ میں اہل اسلام صوفیت کے نام تک سے واقف نہ تھے۔اس کے بعد زہد اور ترک دنیا کو پسند کرنے والے لوگوں کے ایک گروہ نے صوف (اون) کا لباس پہننا شروع کر دیا،تب سے اس نام کا اطلاق ان لوگوں پہ کیا جانے لگا۔

---

① النسآء: 59

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک قول کے مطابق تصوف کلمہ ''صوفیا'' سے ماخوذ ہے جس کا معنی حکمت ودانائی ہے۔ یہ قول اس وقت منظر عام پر آیا جب یونانی فلسفہ کی کتب کا ترجمہ ہو چکا تھا۔ ①

بعض لوگوں کا یہ دعویٰ ہے کہ تصوف ''صفاء'' سے ماخوذ ہے۔ مگر یہ دعویٰ درست نہیں کیونکہ اگر تصوف اس کلمہ ''صفاء'' سے ماخوذ ہوتا تو اس کا اسم نسبتی ② ''صفائی'' ہونا چاہیے تھا نہ کہ ''صوفی''۔

ابوالحسن ندوی اپنی کتاب ''ربانية لا رهبانية'' میں لکھتے ہیں کہ:

''کاش یہ لوگ خود کو صوفیہ کہنے کی بجائے خود کو ''تزكية'' نام کی طرف منسوب کرتے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ﴾. (البقرة: 129)

''اور وہ (نبی ﷺ) انہیں کتاب وحکمت سکھائے اور انہیں پاک کرے۔''

اس نئے نام نے مسلمانوں کو تقسیم کر کے رکھ دیا''

صوفیت میں آخر ''تزکیه'' ہے کہاں؟ صوفیت میں شرک، ریاکاری اور اسلامی تعلیمات کی مخالفت کے سوا اور کچھ نظر ہی نہیں آتا۔

ایک اور بات بھی قابل غور ہے کہ پہلے دور کے صوفیہ متاخرین صوفیہ سے اس اعتبار سے مختلف تھے کہ متاخرین میں بدعات متقدمین کے مقابلہ میں زیادہ پائی جاتی ہیں۔ حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ بدعات سے اپنے اس فرمان میں ڈرا چکے ہیں کہ:

---

① یعنی یونانی فلسفہ سے متاثر ہو کر لفظ صوفی کا یہ ترجمہ کیا گیا۔

② کسی چیز کی طرف نسبت کو ظاہر کرنے کے لیے جو لفظ استعمال کیا جاتا ہے اس کو کہتے ہیں، جیسے مکہ کی طرف کسی کو منسوب کریں گے تو کہیں گے ''مکی'' اسی طرح محمد ﷺ کی طرف نسبت کریں گے تو کہیں گے ''محمدی''۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

«اِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ». ①

''دین میں نئے کام ایجاد کرنے سے بچو، یقیناً دین میں تمام نئے کام بدعت ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ ہم تعلیمات تصوف کو اسلام کے ترازو میں رکھ کے جانچیں تاکہ پتہ چل سکے کہ یہ تعلیمات اسلام سے کس حد تک مطابقت رکھتی ہیں؟

1...... صوفیہ کے کئی ایک سلسلے ہیں جیسے تیجانیہ، قادریہ، نقشبندیہ، شاذلیہ اور رفاعیہ۔ ان کے علاوہ بھی ان کے بہت سے سلسلے ہیں اور ہر ایک کا یہی دعویٰ ہے کہ صرف وہی حق پر ہے باقی تمام لوگ باطل پر ہیں۔ جب کہ اسلام فرقہ وارایت سے روکتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝٣١ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا ۚ﴾۔ (سورة الروم: 31،32)

''اور شرک کرنے والوں سے نہ ہو جاؤ۔ ان لوگوں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور کئی گروہ ہو گئے۔''

2......صوفیہ غیر اللہ مثلاً انبیاء اور زندہ و مردہ اولیاء کو پکارتے ہیں اور کہتے ہیں ''المدد یا رسول الله''، ''یا رسول اللہ آپ پہ ہی ساری امیدیں ہیں''

جب کہ اللہ تعالیٰ اپنے سوا کسی اور کو پکارنے سے منع فرماتے ہیں اور یہ کہتے ہوئے اس کو شرک سے تعبیر کرتے ہیں:

---

① **اسناده صحيح:** سنن أبي داؤد، كتاب السنة، باب في لزوم السنة: 4607 واللفظ له؛ سنن ترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء فی الاخذ بالسنة واجتناب البدع: 2676 مسند؛ احمد: 4/126

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (سورۃ یونس: 106)

''اور اللہ کو چھوڑ کر اس چیز کو مت پکار جو نہ تجھے نفع دے اور نہ تجھے نقصان پہنچائے، پھر اگر تو نے ایسا کیا تو یقیناً تو اس وقت ظالموں سے ہوگا۔''

اس آیت میں ''ظالمین'' سے مراد ''مشرکین'' ہیں

٭ اور اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے:

«اَلدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ». ①

''پکار ہی عبادت ہے۔''

سو پکارنا بھی نماز کی طرح ایک عبادت ② ہے جو غیر اللہ کے لیے جائز نہیں ہے،

---

① **صحیح**: سنن ترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء فی فضل الدعاء، باب منه؛ 3372 واللفظ له؛ سنن ابی داؤد، کتاب الدعاء، باب الدعاء: 1479؛ سنن ابن ماجه، ابواب الدعاء، باب فضل الدعاء: 3828، سنن ابی داؤد میں منصور نے اعمش کی متابعت کر رکھی ہے۔

② کون سا پکارنا منع ہے؟ یہاں کچھ لوگ بڑی عجیب سی بات کر کے لوگوں کے لیے غیر اللہ کو پکارنے کے دروازے کھولنے کی کوشش کرتے ہیں، مثلاً وہ کہتے ہیں کہ ہم بھی تو ایک دوسرے کو کسی مدد کے لیے پکارتے ہیں، ایک دوسرے کی مدد بھی کرتے ہیں، ایک شخص کسی سے کہتا ہے کہ مجھے فلاں چیز پکڑا دو یا کسی اور کام میں مدد چاہتا ہے تو کیا یہ شرک ہے؟ سب سے پہلے اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ جب قرآن نازل ہوا اس وقت لوگوں کی پکار کیا تھی اور کن کے سامنے تھی؟ تو قرآن مجید کی بے شمار آیات اور احادیث مبارکہ میں جس پکار کو عبادت قرار دیا گیا یا جس پکار کو شرک کہا گیا ہے وہ کسی کو ایسی چیز کے لیے پکارنا ہے جس کو اللہ نے صرف اپنے لیے خاص کر رکھا ہے جیسے اللہ کے علاوہ کسی کی بھی قسم اٹھانا، یا ایسی چیز کے لیے پکارنا جو اللہ ہی دے سکتا ہے کوئی اور نہیں جیسے اولاد، خوشی، دنیا و آخرت کی کامیابی وغیرہ۔ رہی ایسی چیزیں جو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے اختیار میں رکھی ہیں جیسے روزمرہ کے کاموں میں سے کسی کام کا کہنا تو ایسی بات کو تو کوئی بھی شرک نہیں کہتا۔ تو ایسی باتوں کو ان شرکیہ باتوں میں خلط ملط (mix) کر دینا کوئی انصاف =

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہے وہ رسول اللہ ﷺ یا کسی ولی کی ذات ہی کیوں نہ ہو۔ایسی پکار شرک اکبر میں سے ہے جو تمام اعمال کو ضائع کردیتا ہے اور انسان کو ہمیشہ کے لیے جہنم کا ایندھن بنا دیتا ہے۔

3.....صوفیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ دنیا میں کئی ایک ابدال، قطب اور اولیاء ہیں جن کے ذمہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے معاملات کی نگرانی اور تدبیر لگا رکھی ہے۔جب کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کا ایک جواب نقل کیا ہے جو کہ اس سوال کے جواب میں تھا کہ:

﴿وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ﴾۔ (سورۃ یونس: 31)

''اور کون ہے جو ہر کام کی تدبیر کرتا ہے؟ تو ضرور کہیں گے ''اللہ''۔''

مزید براں صوفیہ مصائب اور مشکلات میں غیر اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۱۷﴾۔ (سورۃ الانعام: 17)

''اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اسے دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تجھے کوئی بھلائی پہنچائے تو وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ مشرکین کے متعلق خبر دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب ان

= کی بات نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (الاحقاف: 05) اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہوسکتا جو اللہ کے سوا کسی اور کو پکارتا ہے؟ اس آیت کریمہ پر غور وفکر کرنے سے یہ بات بڑی اچھی طرح سمجھ آسکتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر کوئی مصیبت نازل ہوتی تو وہ کیا کرتے تھے:

﴿وَمَا بِكُم مِّن نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجْأَرُونَ ﴿٥٣﴾﴾ ۔ (سورۃ النحل: 53)

''اور تمہارے پاس جو بھی نعمت ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے پھر جب تمہیں تکلیف پہنچتی ہے تو اسی کی طرف تم گڑگڑاتے ہو۔''

4......بعض صوفیہ وحدۃ الوجود [1] عقیدہ رکھتے ہیں۔ان کے نزدیک خالق ومخلوق کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ ہر چیز مخلوق ہے اور ہر چیز ہی معبود ہے ۔ان باطل نظریات میں ان صوفیہ کا سرخیل ابن عربی جو کہ دمشق میں مدفون ہے۔وہ کہتا ہے:

العبد رب ، والرب عبد
یالیت شعری من المکلف؟
ان قلت عبد فذاك حق
او قلت رب فأنی یکلف؟ [2]

''بندہ رب ہے، اور رب بندہ ہے ۔میں حیران ہوں کہ پھر مکلّف [3] کون ہے؟ اگر تم کہو کہ وہ بندہ ہے تو بندہ ہی تو حق (یعنی رب) ہے اور اگر تم کہو رب ہے تو پھر رب مکلّف تو نہیں ہوسکتا نا؟۔''

---

[1] آسان الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ ساری مخلوقات ایک ہی وجود کی مختلف شکلیں ہیں ۔انسان ہوں یا جانور سب ایک ہی وجود کے مختلف مظاہر ہیں ۔یعنی اللہ تعالیٰ کا ایک وجود ہے اور اس کی بے شمار اور مختلف شکلیں ہیں، انسان، جنات، جانور، چرند پرند وغیرہ سب اللہ ہی کا وجود ہیں، ہر چیز میں خدا ہے (نعوذ باللہ) دیکھیے: جامع نسیم اللغات؛ص1215

[2] الفتوحات المکیة لابن عربی

[3] جس پر اعمال کو بجالانے کی تکلیف ڈالی گئی ہو، جیسے انسان اور جنات۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5.....صوفیہ لوگوں کو ترک دنیا، ترک اسباب اور ترک جہاد کی طرف بلاتے ہیں۔ جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا﴾۔ (القصص: 77)

''اور جو کچھ اللہ نے تجھے دیا ہے اس میں آخرت کا گھر تلاش کر اور دنیا سے اپنا حصہ مت بھول۔''

﴿وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ﴾۔ (الأنفال: 60)

''اور جتنا کر سکو ان کے مقابلے کے لیے قوت تیار کرو۔''

6.....صوفیہ احسان [1] کو اپنے شیوخ کے ساتھ منسلک کرتے ہیں۔ ان کے مشائخ اپنے مریدوں سے یہ کہتے ہیں کہ جب تم اللہ کا ذکر کرو تو اس وقت اپنے شیخ کا تصور ذہن میں رکھو یہاں تک کہ اپنی نمازوں میں بھی اپنے شیخ کے تصور ہی کو اپنے ذہنوں میں رکھو۔

میں نے خود اپنے ایک عزیز کو دیکھا اس نے دوران نماز اپنے شیخ کی تصویر کو اپنے سامنے رکھا ہوا تھا۔ یہ تو صوفیہ کا مرتبہ ''احسان'' ہے، جب کہ رسول اللہ ﷺ احسان کی کیا تشریح فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا:

«اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ کَاَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ

---

[1] یہ ایک خاص اصطلاح ہے جس کی وضاحت خود نبی ﷺ نے فرمائی کہ ''احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت (ایمان کے اعلیٰ درجے کے ساتھ) ایسے کرو گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو (اگر یہ کیفیت نہیں بن سکتی تو کم از کم یہ تو ہو کہ) تم اسے نہیں تو وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔'' (صحیح مسلم: 8) یعنی احسان ایمان کی وہ کیفیت ہے جو عمل بجالانے کے دوران انسان کی ہونی چاہیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یَرَاکَ))۔ ①

"احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت ایسے کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اگر یہ (ایمان) نہیں پیدا ہوسکتا تو کم ازکم اتنا ضرور (تصور) کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔"

7.....صوفیہ کہتے ہیں کہ اللہ کی عبادت جہنم کے خوف اور جنت کے لالچ میں نہیں ہونی چاہیے اور بطور دلیل رابعہ عدویہ ② کا یہ جملہ نقل کرتے ہیں:

(اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتُ اَعْبُدُکَ خَوْفًا مِّنْ نَّارِکَ فَاَحْرِقْنِیْ فِیْھَا وَاِنْ کُنْتُ اَعْبُدُکَ طَمَعًا فِیْ جَنَّتِکَ فَاَحْرِمْنِیْ مِنْھَا)

"اے اللہ اگر میں تیری عبادت تیری آگ کے خوف سے کروں تو تو مجھے اسی آگ میں جلانا اور اگر میں تیری عبادت جنت کے لالچ میں کروں تو تو مجھے اس جنت سے محروم ہی رکھنا۔"

اسی طرح میں نے صوفیہ کو عبدالغنی نابلسی کا یہ قول گنگناتے سنا ہے:

(من کان یعبد اللّٰہ خوفا من نارہ فقد عبد النار، ومن عبد لِلّٰہ طلبا للجنۃ فقد عبد الوثن)۔

"جس نے اللہ کی عبادت اس کی آگ کے خوف سے کی تو درحقیقت اس نے آگ کی عبادت کی اور جس نے اللہ کی عبادت جنت کی طلب میں کی تو

---

① صحیح مسلم، کتاب الایمان: ۸، سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب فی القدر: 4695، سنن ترمذی، کتاب الایمان، باب ماجاء فی وصف جبریل للنبی ﷺ: 2610

② یہ وہی عورت ہے جو مائی رابعہ بصری کے نام سے مشہور ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درحقیقت اس نے وثن ① کی عبادت کی۔"

جب کہ اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام کی اس بات پر تعریف کرتے ہیں کہ وہ اللہ کو رغبت اور ڈر کی ملی جلی کیفیت کے ساتھ پکارتے ہیں۔ اللہ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا﴾.

(الأنبياء: 90)

"بے شک وہ نیکیوں میں جلدی کرتے تھے اور ہمیں رغبت اور خوف سے پکارتے تھے۔"

رغبت سے مراد جنت میں رغبت ولالچ اور خوف سے مراد اللہ کے عذاب سے خوف رکھتے ہوئے۔

اللہ تعالیٰ یہ کہہ کر مخاطب فرما رہے ہیں:

﴿قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٣﴾﴾.

(الزمر: 13)

"کہہ دے میں اگر اپنے رب کی نافرمانی کروں تو ایک بہت بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔"

8...... صوفیہ رقص وسرود کو مباح قرار دیتے ہیں اور بہت بلند آواز میں ذکر کرتے ہیں، جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

① اللہ کے علاوہ جس چیز کی بھی پرستش کی جاتی ہے اس کی دو صورتیں ہیں یا تو وہ چیز کوئی جسم نہیں رکھتی ہوگی بلکہ محض کوئی تصویر یا تمثیل ہوگی تو اس کو "صنم" کہا جاتا ہے اور اگر وہ چیز کوئی جسم یا وجود رکھتی ہو تو اس کو "وثن" کہتے ہیں، جیسے مال، اولاد یا کسی اور کی محبت کو اللہ کی محبت پر غالب کر دینا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: «اللهم لا تجعل قبری وثنا» (مسند حمیدی: 1025 وسندہ صحیح) "اے اللہ میری قبر کو وثن (عبادت گاہ) مت بنانا۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ﴾۔

(الأنفال: 2)

''ایمان والے تو وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔''

اسی طرح جب آپ صوفیہ کو ''اللہ'' کا ذکر کرتے دیکھیں گے تو آپ کے ان کے ذکر سے لفظ ''اللہ'' کا تلفظ[1] ''آہ، آہ'' ہی سنائی دے گا۔ جب کہ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں:

«أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ»۔[2]

''سب سے افضل ذکر ''لا الہ الا اللہ'' ہے''

اسی طرح ذکر اور دعا میں آواز کو بلند کرنا[3] اللہ تعالیٰ کے اس قول کی رو سے ممنوع ہے:

﴿أُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾۔

(الأعراف: 55)

''اپنے رب کو گڑگڑا کر اور خفیہ طور پر پکارو بے شک وہ حد سے بڑھنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔''

---

① صرف لفظ ''اللہ'' کا ورد یعنی اللہ ہو اللہ ہو کرنا کتاب وسنت سے ثابت نہیں۔ بلکہ قرآن وحدیث میں لفظ ''اللہ'' کے ذکر کے ساتھ یا تو کوئی سوال کیا جاتا ہے یا اس کی حمد وثنا بیان کی جاتی ہے۔

② **حسن**: سنن ترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء ان دعوة المسلم مستجابة: 3383؛ سنن ابن ماجه، ابواب الادب، باب فضل الحامدين: 3800

③ اللہ کے ذکر اور دعا میں اصل تو یہی ہے کہ اس کو پست آواز سے کیا جائے مگر جہاں جہاں نبی ﷺ نے ذکر اور دعا کے ساتھ آواز بلند کرنے کی تعلیم دی ہے وہاں آواز کو بلند ہی کیا جائے گا جیسا کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے آمین کہنا۔ آمین بھی ایک دعا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر جلالین میں ہے کہ ”لا یحب المعتدین فی الدعاء بالتشدق ورفع الصوت“۔ ①

”اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا یعنی وہ منہ پھاڑ پھاڑ کر دعا کرتے ہیں اور آوازوں کو بلند کرتے ہیں۔“

ایک مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی دوران ذکر بلند آوازیں سنیں تو آپ ﷺ نے ان سے کہا:

«اَیُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوا عَلٰی اَنْفُسِكُمْ فَاِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَآئِبًا اِنَّكُمْ تَدْعُوْنَ سَمِیْعًا قَرِیْبًا وَهُوَ مَعَكُمْ». ②

”لوگو! اپنے آپ پر کنٹرول رکھو، بلاشبہ تم کسی بہرے یا غائب ذات کو نہیں پکار رہے بلکہ تم تو ایسی ہستی کو پکار رہے ہو جو سننے والی اور قریب ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے۔“

”معکم“ کا معنی یہ ہے کہ وہ تمہاری سنتا ہے۔ تمہیں دیکھتا ہے اور تمہارے احوال کو بھی جانتا ہے۔

9.....صوفیہ میں شراب اور مدہوشی کا تذکرہ عام ہے، ان کا شاعر ابن الفارض کہتا ہے:

شربنا على ذكر الحبيب مدامة
سكرنا بها من قبل أن يخلق الكرم

---

① تفسیر الجلالین: 1/549

② صحیح بخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب ما یکره من رفع الصوت فی التکبیر: 2992؛ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب استحباب خفض الصوت بالذکر إلا فی المواضع: 2704

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ذکر حبیب کے ساتھ ہی ہم نے جام تھام لیے اور ہماری حالت یہ ہے کہ شراب کشید کیے جانے سے قبل ہی ہم مدہوش ہو گئے۔''

اور میں نے ان کو یہ شعر مساجد میں گنگناتے سنا ہے:

هات كأس الراح واسقنا الأقداح

''لاؤ شراب کے جام اور پیمانے بھر بھر کے پلا دو ہمیں۔''

سابقہ اشعار میں "المدامة" ، "الراح" دونوں شراب کے نام ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ صوفیہ کو شرم نہیں آتی وہ اللہ کے گھروں میں جام وسبو کے تذکرے کرتے ہیں جن کی تعمیر کا مقصد اللہ کا ذکر کرنا ہے نہ کہ اس حرام چیز کے چرچے کے لیے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٩٠﴾﴾

(سورة المائدة: 90)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور شرک کے لیے نصب کردہ چیزیں[1] اور فال کے تیر[2] سراسر گندے ہیں، شیطانی کام سے ہیں، سو اس سے بچو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔''

① یعنی وہ تمام جگہیں جہاں کسی بھی چیز کو اللہ کے سوا پکارا جا رہا ہو خواہ کوئی قبر ہو یا علم یا کوئی شخصیت وغیرہ۔

② مشرکین نے بتوں کے ہاتھوں میں تیر تھمائے ہوئے تھے اور کوئی اہم کام یا سفر درپیش ہوتا تو وہ ان تیروں میں سے کوئی ایک تیر نکالتے اس پر جو لکھا ہوتا اس پر عمل کرتے تھے۔ان پر مختلف باتیں لکھی ہوتی تھیں مثلاً: یہ کام کرو یہ نہ کرو وغیرہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

10......صوفیہ اپنی مجالسِ ذکر میں صنفِ نازک اور امرد [1] لڑکوں کے تذکرے کرتے ہیں اور ان کی مجالس میں محبت، عشق، شہوت وخواہشات اور لیلیٰ و سُعاد [2] کے تذکروں کا تکرار پایا جاتا ہے۔ گویا یہ مجالس ذکر نہیں بلکہ مجالسِ رقص وسرود ہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ تالیوں کا پیٹا جانا اور چیخ وپکار بھی ان مجالس کا حصہ ہے۔ جب کہ تالیاں بجانا مشرکین کی نہ صرف عادت ہے بلکہ عبادت بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً ۚ﴾۔

(الأنفال: 35)

''اور اس گھر کے پاس ان کی نماز کبھی سیٹیاں بجانے اور تالیاں بجانے کے سوا نہیں ہوتی۔''

''مکاء'' سیٹی بجانے اور ''تصدیة'' تالیاں پیٹنے کو کہتے ہیں

11......صوفیہ دف کا استعمال کرتے ہیں جو ان کے ہاں ''مزہر'' کے نام سے معروف ہے۔ اور یہ شیطان کا ساز ہے۔

احادیث میں یہ واقعہ موجود ہے کہ ایک مرتبہ جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو ان کے پاس چھوٹی چھوٹی بچیاں بیٹھی دف بجا رہی تھیں تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ ''مزمار الشیطٰن'' یعنی شیطان کا ساز ہے۔ انہوں نے یہ بات دو مرتبہ دہرائی۔ یہ معاملہ دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

① وہ لڑکے جن کے چہرے پر ابھی تک داڑھی نہ آئی ہو۔

② لیلیٰ کی طرح ایک اور کردار جو اسی عشق ومحبت کے سلسلہ میں اہل عرب کے ہاں معروف ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

«دَعْهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ، فَإِنَّهُمَا فِي يَوْمِ عِيدٍ». ①

''اے ابوبکر! ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دیجیے، کیونکہ یہ عید کا دن ہے''

اس حدیث سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دف کو شیطان کا ساز قرار دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا انکار نہیں کیا بلکہ صرف اتنا کہنے پر اکتفا کیا یہ کہ عید کا دن ہے۔ ②

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ سے قطعاً یہ ثابت نہیں ہے کہ انہوں نے ذکر واذکار کے وقت دف کا استعمال کیا ہو، بلکہ یہ صوفیہ کی بدعات میں سے ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بدعات سے ڈراتے ہوئے فرمایا:

«مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ». ③

''جس نے کوئی بھی ایسا کام کیا جس پر ہمارا امر نہیں تو وہ عمل مردود ہے۔''

مردود کا مطلب ناقابل قبول ہے۔

12...... بعض صوفیہ لوہے کی سلاخوں کے ساتھ ماتم کرتے ہیں اور ''ہائے دادا'' کے الفاظ ④ سو شیاطین اس فعل پر ان کی مدد کرتے ہیں، کیونکہ ان کی اس پکار میں غیر اللہ سے مدد کا طلب کرنا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان دلیل ہے:

---

① صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب قصة الجيش...... : 3529، 949؛ صحیح مسلم، کتاب صلاة العيدين، باب الرخصة في اللعب الذي لامعصية فيه...... : 892

② یعنی عید کے دن یہ دف ٹھیک ہے وہ بھی صرف چھوٹی بچیوں کے لیے اس کے علاوہ دنوں میں یہ شیطان کا ساز ہی ہے۔

③ صحیح مسلم، کتاب الاقضية، باب نقض الاحكام الباطلة ورد محدثات الامور: 1718

④ غالباً وہ اس کے ذریعے اپنے بزرگوں کو مدد وغیرہ کے لیے پکارتے ہیں اور درحقیقت وہ شیطان کو پکار رہے ہوتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ﴿٣٦﴾ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿٣٧﴾﴾۔

(الزخرف: 37،36)

''اور جو شخص رحمٰن کی نصیحت سے اندھا بن جائے ہم اس کے لیے ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں پھر وہ اس کے ساتھ رہنے والا ہوتا ہے۔اور بے شک وہ انہیں اصل راستے سے روکتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سیدھی راہ پر ہیں۔''

تعجب کی بات ہے کہ بعض جاہل لوگ ان خرافات کو کرامات کا نام دے دیتے ہیں اس کے باوجود کہ وہ لوگ جن کی طرف ان کرامات (درحقیقت خرافات) منسوب کر رہے ہوتے ہیں وہ فاسق بلکہ تارکِ نماز بھی ہوتے ہیں' پھر اس چیز کو کرامت کا نام کیسے دیا جاسکتا ہے جب کہ صاحب کرامت ''یا جداہ'' وغیرہ کی پکار کے ذریعے غیراللہ سے مدد مانگ رہا ہو۔کرامت تو دور کی بات یہ تو واضح شرک اور گمراہی ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾۔ (الأحقاف: 05)

''اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہے جو اللہ کے سوا انہیں پکارتا ہے۔''

جو ان گمراہ کن اعمال کو کرامات کا نام دیتا ہے تو درحقیقت وہ بتدریج گمراہی کے راستے پر بڑھا جا رہا ہے، کیونکہ وہ یہ راستہ پہلے ہی اپنے لیے پسند کر چکا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا﴾۔ (مریم: 75)

''کہہ دے جو شخص گمراہی میں پڑا ہو تو لازم ہے کہ رحمٰن اسے ایک مدت تک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہلت دے۔"

13......صوفیہ کے کئی سلسلے اور طرق ہیں مثلاً تیجانی، شاذلی اور نقشبندی وغیرہ جب کہ اسلام کا صرف ایک ہی سلسلہ اور راستہ ہے۔ اس کی دلیل سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی وہ روایت ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا:

«هٰذَا سَبِيْلُ اللّٰهِ مُسْتَقِيْمًا».

"یہ اللہ کا سیدھا راستہ ہے"

پھر اس کے بعد اس لکیر کے دائیں اور بائیں کچھ لکیریں کھینچیں اور فرمایا:

«هٰذِهِ السُّبُلُ، لَيْسَ مِنْهَا سَبِيْلٌ اِلَّا عَلَيْهِ شَيْطَانٌ يَدْعُوْ اِلَيْهِ».

"یہ ایسے راستے ہیں کہ ان میں سے ہر راستے پر شیطان ہے جو اپنی طرف بلاتا ہے۔"

پھر یہ آیت تلاوت کی:

﴿وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ۚ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٥٣﴾﴾ (الأنعام: 153) ①

---

① **إسناده حسن:** مسند احمد: 435/1؛ سنن الدارمی، المقدمة، باب کراهية أخذ الرأی: 208؛ صحيح ابن حبان، باب الإعتصام بالسنة ومايتعلق بها......6؛ السنن الکبری للنسائی: 95/10 ح 1111؛ الشريعه للآجری:12؛ المستدرك للحاكم: 318/2وقال : هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور بلاشبہ یہ میرا راستہ ہی سیدھا راستہ ہے اسی کی پیروی کرو اور دوسرے راستوں کی پیروی مت کرو ورنہ وہ راستے تمہیں سیدھے راستے سے ہٹا دیں گے، اسی چیز کی وصیت تمہیں تمہارے رب نے کی ہے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔"

14...... صوفیہ کشف ① اور علم غیب کو جاننے کا دعویٰ کرتے ہیں جب کہ قرآن یہ کہتے ہوئے ان کو جھوٹا قرار دیتا ہے:

﴿قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ ﴾.

(سورة النمل: 65)

"کہہ دیجئے کہ زمین و آسمان میں کوئی غیب نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«لَا یَعْلَمُ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ». ②

"اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔"

15...... صوفیہ کا ایک مذموم عقیدہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو اپنے نور سے پیدا کیا پھر ان کے نور سے باقی مخلوقات کو پیدا کیا۔

قرآن مجید صوفیہ کے اس عقیدے کی بھی تکذیب کرتا ہے:

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ﴾.

(الكهف: 110)

---

① کشف کا مطلب کھل جانا، پردوں کا اٹھ جانا، جس کو کشف ہوتا ہے اس کو صاحب کشف کہتے ہیں اوران کے گمان کے مطابق ایسے شخص سے غیب کے پردے اٹھ جاتے ہیں اور وہ دور ونزدیک اور حاضر وغیب ہر چیز کا مشاہدہ کر لیتا ہے۔

② **إسناده صحيح**: المعجم الكبير للطبراني: 7/18؛ المستدرك للحاكم: 7/1، اسی طرح یہ الفاظ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے موقوف روایت میں بھی موجود ہیں۔ دیکھیے صحیح بخاری: 7380

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کہہ دیجئے! میں بھی تو محض تمہاری طرح بشر ہوں البتہ میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ یقیناً تمہارا معبود برحق ایک ہی معبود ہے۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے تخلیقِ آدم کے متعلق فرمایا:

﴿إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَٰٓئِكَةِ إِنِّي خَٰلِقٌۢ بَشَرًا مِّن طِينٍ ۝٧١﴾۔ (ص: 71)

''جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا: بے شک میں مٹی سے ایک بشر کو پیدا کرنے والا ہوں۔''

اور رہی یہ حدیث:

«اول ما خلق الله نور نبيك ياجابر».

''اے جابر سب سے پہلی چیز جو اللہ نے پیدا کی وہ تمہارے نبی کا نور تھا۔''

تو یہ من گھڑت' موضوع اور باطل روایت ہے۔ ①

16......صوفیہ یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا محمد ﷺ کی وجہ سے تخلیق کی ہے۔ قرآن مجید یہ کہتے ہوئے ان کو جھوٹا قرار دیتا ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝٥٦﴾۔ (الذاریات: 56)

''میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اور صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔''

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں رسول اکرم ﷺ کو یہ کہہ کے مخاطب کر رہے ہیں:

﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ۝٩٩﴾۔ (الحجر: 99)

''موت آنے تک اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں۔''

① اس روایت پر سیر حاصل بحث کے لیے دیکھئے: ''جعلی جزء کی کہانی اور علمائے ربانی'' از مرتب محترم حافظ ندیم ظہیر حفظہ اللہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت میں "الیقین" سے مراد موت ہے۔

17......صوفیہ کا ایک غلط گمان یہ بھی ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا جا سکتا ہے۔ جب کہ قرآن کریم موسیٰ علیہ السلام کا قول نقل کرکے ان کو جھوٹا قرار دیتا ہے:

﴿رَبِّ أَرِنِىٓ أَنظُرۡ إِلَيۡكَۚ﴾- (الأعراف: 143)

''اے میرے رب! تو مجھے دیکھنے کی طاقت دے کہ میں تجھے دیکھ سکوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔''

علامہ غزالی نے اپنی کتاب "احیاء علوم الدین" کے باب "حکایة المحبین ومکاشفاتھم" (محبت کرنے والوں کی حکایات اور ان کے مکاشفات) میں لکھا ہے کہ:

''ابوتراب (ایک بزرگ) نے ایک دن اپنے ایک دوست سے کہا: کاش تو ابویزید کو دیکھ لیتا! اس نے جواب دیا: مجھے انھیں دیکھنے کی کوئی حاجت نہیں ہے، کیونکہ میں اللہ کو دیکھ چکا ہوں اور اللہ کی رؤیت نے مجھے ابو یزید کو دیکھنے سے بے نیاز کر دیا ہے۔ ابوتراب نے کہا تو ہلاک ہو جائے! اللہ کے متعلق تیری اتنی جرأت کہ تم اسے دیکھنے کا دعویٰ کرتے ہو! اگر تم ابو یزید بسطامی کو ایک مرتبہ دیکھ لیتے تو یہ تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کو ستر مرتبہ دیکھنے سے بھی زیادہ فائدہ مند ہوتا۔''

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد علامہ غزالی لکھتے ہیں:

''ایسے مکاشفات کا انکار کرنا ایک مؤمن کے شایان شان نہیں۔''[1]

میں (مصنف) کہتا ہوں کہ ایک مؤمن پر واجب ہے کہ وہ ایسی خرافات کا انکار

[1] احیاء علوم الدین: 365/4

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے جو کفر وکذب پر مبنی ہیں اور قرآن، حدیث اور عقل تک کے منافی ہیں۔

18......صوفیہ کا ایک دعویٰ یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو دنیا میں بیداری کی حالت میں بھی دیکھا جا سکتا جب کہ قرآن یہ کہتے ہوئے ان کی تکذیب کرتا ہے۔

﴿وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴾۔ (المؤمنون: 100)

''اور ان کے پیچھے اس دین تک کے لیے پردہ ہے جس دن وہ دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔''

یعنی مرنے والوں کے درمیان اور قیامت کے درمیان ایک پردہ، ایک رکاوٹ حائل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد کسی ایک صحابی سے بھی یہ منقول نہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو بیداری کی حالت میں دیکھا ہو۔تو کیا یہ صوفیہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے بڑھ کر افضل ہیں؟ سبحانك هذا بهتان عظيم .

19......صوفیہ کا ایک باطل عقیدہ یہ بھی ہے کہ وہ براہ راست رسول اللہ ﷺ کے واسطے کے بغیر اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ:

''میرے دل نے مجھے میرے رب سے روایت بیان کی۔''

ابن عربی مدفون دمشق اپنی کتاب ''الفصوص'' میں ہرزہ سرائی کرتا ہے:

''ہم میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے بعد ان کے جانشین بنے اور آپ ﷺ کے واسطے سے کسی شرعی حکم کو لیتے ہیں یا پھر اجتہاد کرتے ہیں اور اس کی بنیاد بھی اصل یعنی نص پر ہوتی ہے جب کہ ہم میں کچھ ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو بلاواسطہ اللہ کے جانشین ہیں اور اسی سے علم حاصل کرتے ہیں۔''①

---

① فصوص الحكم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کہتا ہوں: یہ مذکورہ بالا بات صریحاً قرآن مجید کے خلاف ہے جس میں یہ واضح طور پر منصوص ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو اس لیے مبعوث فرمایا کہ وہ لوگوں تک اللہ کے احکامات پہنچادیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلرَّسُولُ بَلِّغْ مَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ﴾۔ (المائدۃ: 67)

''اے اللہ کے رسول! جو آپ کی جانب آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اس کو آگے پہنچادیجئے۔''

کسی بھی شخص کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کرے یہ سراسر جھوٹ اور واضح افتراء ہے۔ ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ انسان اللہ کا خلیفہ[1] نہیں ہوسکتا، جیسا کہ ابن عربی نے یاوہ گوئی کی ہے۔ کیونکہ وہ ذات تو کبھی بھی ہم سے غائب نہیں ہوتی کہ اسے خلیفہ کی حاجت ہو بلکہ اللہ تو وہ ذات ہے کہ جب ہم اپنے گھروں میں نہیں ہوتے، سفر وغیرہ پہ ہوتے ہیں تو ہماری غیر موجودگی میں اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ان کی حفاظت فرماتی ہے۔

حدیث میں سفر کی جو دعا منقول ہے اس میں آتا ہے:

«اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ».[2]

''اے اللہ! تو ہی ہمارا سفر کا ساتھی اور پیچھے ہمارے گھر میں خلیفہ ہے۔''

---

① ہمارے ہاں بھی بہت سے مفکر ایسے ہیں جو انسان کو اللہ کا خلیفہ لکھتے ہیں حالانکہ یہ بات کتاب وسنت بلکہ عقل کے بھی سراسر خلاف ہے کیونکہ ''خلیفہ'' کا معنی ہے ''جانشین'' یہ فارسی کا لفظ ہے اور دو الفاظ کا مجموعہ ہے ''جا'' جس کا معنی ''جگہ'' ہے اور ''نشین'' جس کا معنی بیٹھنے والا ہے ''کسی کی جگہ بیٹھنے والا'' یعنی کسی کی جگہ سنبھالنے والا اس کی غیر موجودگی میں یا پھر اس کی وفات کے بعد، جب کہ اللہ تعالیٰ تو ایسے تمام نقائص سے مبرا ہے تو پھر کیسے انسان کو اس کا خلیفہ (جانشین) کہا جاسکتا ہے؟؟

② صحيح مسلم، كتاب الحج، باب استحباب الذكر...... : 1342

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

20......صوفیہ نبی کریم ﷺ پر درود کے نام پر مجالس ومیلاد کا انعقاد کرتے ہیں حالانکہ یہ لوگ نبی ﷺ کی تعلیمات کی مخالفت بھی کرتے ہیں ۔ یہ مخالفت ذکر میں آواز بلند کرنے اور ایسے اشعار اور قصے پڑھنے کی صورت میں سامنے آتی ہے جن میں صریحاً شرک پایا جاتا ہے۔میں نے سنا یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرکے کہتے ہیں:

المدد یا عریض الجاه المدد

ویا مفیض النور علی الوجود المدد

یا رسول اللّٰه فرج کربنا

ما راك الکرب الا وشرد

"مدد اے شرف و جاہ کے بادشاہ مدد ، مخلوق کے لیے نور کے سیل رواں مدد ، اے اللہ کے رسول! ہماری تکلیف دور فرمایئے ، مصائب آپ کو دیکھ کر کافور ہوجاتے ہیں۔"

میں کہتا ہوں:

"مخلوق کے لیے نور کی سیل رواں ذات اور مصائب ومشکلات میں کشادگی عطا کرنے والی ذات صرف اللہ کی ذات ہے۔"

21......صوفیہ قبروں کا قصد کرکے ، اہل قبور سے تبرک کا عقیدہ رکھتے ہوئے اس جگہ کا طواف کرنے ، وہاں جاکر جانور ذبح کرنے اور دعائیں مانگنے کے لیے سفر کرتے ہیں۔ یہ لوگ نبی ﷺ کی اس حدیث کی مخالفت کرتے ہیں:

«لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَسْجِدِ الرَّسُوْلِ ﷺ وَمَسْجِدِ الْأَقْصٰى». ①

"تین مساجد کے علاوہ کسی اور جگہ کے لیے رخت سفر نہ باندھا جائے ②
مسجد حرام، میری مسجد (مسجد نبوی ﷺ) اور مسجد اقصیٰ (بیت المقدس)۔"

22.....صوفیہ اپنے اکابر کی عقیدت کے معاملہ میں بڑا غلو کرتے ہیں اوران کے اقوال و افعال کو حرف آخر سمجھتے ہیں اگر چہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے قول کی مخالفت ہی کیوں نہ کر رہے ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾۔

الحجرات: 01

"اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے مت بڑھو۔"

اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«لَا طَاعَةَ لِأَحَدٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ». ③

"اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی بھی اطاعت جائز نہیں، اطاعت تو صرف بھلائی میں ہوتی ہے۔"

---

① صحیح بخاری، کتاب فضل الصلاة فی مسجدمکة والمدینة، باب فضل الصلاة فی مسجد مکة والمدینة: 1189، صحیح مسلم کتاب الحج، باب فضل المساجد الثلاثة: 1397 و اللفظ له

② یعنی اس جگہ اور وہاں موجود لوگوں کی خیر و برکت کے عقیدہ کے ساتھ سفر کا ارادہ نہ کیا جائے۔ ورنہ مطلق سفر کرنا ممنوع نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگ مغالطہ ڈالنے کے لیے کہتے ہیں کہ کیا ان تین مساجد کے علاوہ سفر کرنا جائز ہی نہیں؟

③ صحیح بخاری، کتاب أخبار الآحاد، باب ماجاء فی إجازة الخبر الواحد الصدوق...... 7257، صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب وجوب طاعة الأمرآء فی غیر معصیة...... 1840۔ یہ الفاظ صحیح مسلم کے ہیں لیکن "لأحد" کا لفظ مسند احمد: 66/5 اور المستدرك للحاکم: 132/3 میں ہے۔ واللہ أعلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

23......صوفیہ جادو اور طلسم پر نہ صرف یقین رکھتے بلکہ اس کا استعمال بھی کرتے ہیں اس کے علاوہ وہ استخارہ کے نام پر مخصوص حروف اور ہندسوں کا استعمال اور تعویذ گنڈے بھی ان کے معمولات کا حصہ ہیں۔

میں کہتا ہوں یہ لوگ استخارہ میں میاں بیوی کے نام کا زائچہ بنانے پر اصرار کیوں کرتے ہیں؟ اور اسی طرح کی مزید بدعات میں غرق ہو کر استخارہ کے مسنون طریقہ اور دعا کو چھوڑ دیتے ہیں جو صحیح بخاری میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دعائے استخارہ ایسے سکھایا کرتے تھے جیسے قرآن کی کوئی سورت سکھا رہے ہوں، آپ ﷺ فرماتے:

جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو وہ فرائض کے علاوہ دو رکعات ادا کرے اور پھر یوں کہے:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ، اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ ۔ أَوْ قَالَ عَاجِلِ أَمْرِيْ ۔ وَآجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ ۔ أَوْ قَالَ فِيْ عَاجِلِ أَمْرِيْ ۔ وَآجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِيْ». ①

① صحیح بخاری، کتاب التهجد، باب ما جاء فی التطوع مثنی مثنی: 1162، 6382

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے اللہ! میں تیرے علم کے ذریعے خیر طلب کرتا ہوں، تیری قدرت کے ذریعے طاقت اور استطاعت مانگتا ہوں اور میں تیرے بہت بڑے فضل کا سوال کرتا ہوں یقیناً تو ہی قدرت رکھتا ہے میں نہیں رکھتا، تو جانتا ہے میں نہیں جانتا اور تو تمام پوشیدہ چیزوں کو بہت بہتر جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تیرے علم کے مطابق یہ کام میرے لیے، میرے دین اور میری معیشت اور میرے انجام کار کے اعتبار سے بہتر ہے تو اس کام کو میری قدرت میں کر دے اور اس کو میرے لیے آسان کر دے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے میرے دین، میری معیشت اور میرے انجام کار کے لیے برا ہے تو تب تو اس کام کو مجھ سے ہٹا دے اور مجھے اس سے ہٹا دے اور جہاں کہیں بہتری ہو وہاں مجھے قدرت عطا فرما پھر مجھے اس پہ خوش کر دے۔''

24...... صوفیہ نے رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ درود کو چھوڑ کر خود ساختہ درود وضع کیے ہیں جن میں صریحاً شرک پایا جاتا ہے، اور ایسے درود ② کبھی بھی رسول اللہ ﷺ کے پسندیدہ نہیں ہو سکتے۔ میں نے ایک لبنانی صوفی کی کتاب "افضل الصلوات" میں پڑھا وہ لکھتا ہے: اے اللہ! تو محمد ﷺ پر اتنا درود

---

② ایسے خود ساختہ درود بنا کر وہ اللہ کے رسول ﷺ سے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہیں، حالانکہ شرک پر مبنی درود اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضی کا ہی سبب بن سکتے ہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ وہ اس خود ساختہ درود کی فضیلت اور اس کا ثواب بیان کرنے کی آڑ میں بہت بڑے جھوٹ بولتے ہیں۔ کیونکہ کسی چیز کا ثواب مقرر کرنا تو اللہ کے علاوہ کسی کا کام نہیں اور رسول اللہ ﷺ بھی اللہ کے حکم سے ہی کسی چیز کا ثواب مقرر کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ جو شخص اپنی طرف سے کسی چیز کا ثواب مقرر کرتا ہے تو وہ یقیناً ظلم کر رہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھیج کہ تو اسے اپنی صفت احدیت[1] اور قیومیت[2] عطا فرمادے۔

میں کہتا ہوں: احدیت اور قیومیت اللہ کی صفات اور اس کے اسماء میں سے ہیں جو کہ صرف اللہ کے ہی لائق ہیں اس کے سوا کسی اور کے لائق نہیں۔

اسی طرح ایک اور کتاب "دلائل الخیرات" میں بھی بدعت پر مبنی درود پائے جاتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے پسندیدہ نہیں ہو سکتے۔

اے میرے مسلمان بھائی! صوفیہ کے اعتقادات اور افعال کو اسلام کے ترازو میں پرکھنے کے بعد آپ اس نتیجے پر پہنچ گئے ہوں گے کہ یہ لوگ اسلام سے کس قدر دور ہیں؟ پھر عقل سلیم بھی ایسی بدعات کو رد (reject) کردیتی ہے جو انسان کو کفر وشرک کے گڑھے میں دھکیل دے۔

① اللہ کا اپنی ذات وصفات میں یکتا ہونا۔

② اللہ تعالیٰ کی ذات ازل سے ابد تک قائم ہی قائم ہے اور وہی دوسروں کو قائم رکھتا ہے، زمین وآسمان اور اس کے درمیان ہر چیز اسی کے دم سے قائم ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صوفیوں کے اقوال

اکثر لوگوں کا صوفیوں کے بارے میں یہ گمان ہے کہ وہ اسلام کے نمائندے ہیں اور ان میں بڑے بڑے اولیاء موجود ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میں اپنے مسلمان بھائیوں کے سامنے ان کے چند اقوال پیش کروں تا کہ وہ جان سکیں کہ وہ اسلام سے اور قرآنی تعلیمات سے کس قدر دور ہیں۔

1...... اکابرین صوفیہ میں سے مشہور صوفی محی الدین ابن عربی مدفون دمشق اپنی کتاب ''الفتوحات المکیۃ'' میں لکھتا ہے:

''بہت سی ایسی احادیث ہیں جو سنداً یعنی راویوں کے اعتبار سے صحیح ہوتی ہیں مگر جب ایسی احادیث کو کسی صاحب کشف کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو وہ ان کا جائزہ لیتا ہے پھر اس حدیث کے بارے نبی ﷺ سے پوچھتا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ''میں نے تو یہ کہا ہی نہیں اور نہ ہی میں نے ایسا کوئی حکم دیا ہے'' تب اس حدیث کا ضعف صاحب کشف یعنی صوفی پہ واضح ہو جاتا ہے سو صاحب کشف کو رب کی طرف سے ملنے والی اس دلیل کی بنا پر ایسی احادیث پر عمل چھوڑ دیا جائے گا اگرچہ اہل نقل [1] اس کے

[1] یہاں اس نے اہل نقل سے محدثین کو مراد لیا ہے، یعنی پورے ذخیرہ احادیث کو ہی بے اعتبار اور بے وقعت بنا کے رکھ دیا، محدثین نے کتاب وسنت کے دلائل سے جو اصول وضوابط راویان حدیث اور روایات کو پرکھنے کے لیے وضع کیے' جو ''علم رجال'' کے نام سے مشہور ہیں ان سب کو بے بنیاد ثابت کرنے کی کوشش ہے۔ کیونکہ ان صوفیوں کے کام میں سب سے بڑی رکاوٹ یہ احادیث ہی تو ہیں جو واضح طور پر ان کی قلعی کھولنے والی ہیں اور وہ محدثین بھی ان کے کام میں رکاوٹ ہیں کہ جنھوں نے ہر دور میں ایسے باطل عقائد کا کتاب وسنت کی روشنی میں رد کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راویوں کے صحیح ہونے کی وجہ سے اس پر عمل ہی کیوں نہ کر رہے ہوں کیونکہ بہرحال ایسی احادیث صحیح نہیں ہوتیں۔''

اسی طرح کی بات عجلونی کی کتاب ''الأحاديث المشهورة'' کے مقدمہ میں بھی موجود ہے۔

یہ انتہائی خطرناک جسارت ہے جس کی زد نہ صرف عظیم محدثین مثلاً امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و مسلم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ پر پڑتی ہے، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اس کی زد پڑتی ہے۔

2...... ابن عربی ''وحدۃ الادیان'' کا بھی قائل تھا یعنی بقول اس کے یہودیت، نصرانیت، صنم پرستی اور اسلام سب ایک ہی دین ہیں۔

وقد كنت قبل اليوم انكر صاحبى
اذا لم يكن دينه الى دينى دانى
فاصبح قلبى قابلا كل حالة فمرعى
لغزلان ودير لرهبان وبيت لاوثان
وكعبة طائف والواح توراة ومصحف قرآن

''آج سے پہلے میں اپنے ایسے دوست کا انکار کیا کرتا تھا [1] جس کا دین میرے دین کے قریب نہیں ہوتا تھا، اب میرا دل ہر حالت میں اسے قبول کرنے والا بن گیا [2] وہ ہرنوں کی چراگاہ بھی ہے۔ [3] اور راہبوں کے لیے

---

① یعنی میں ہر اس شخص کو اپنا دوست نہیں سمجھتا تھا جو میرے دین پہ نہیں ہوتا تھا۔

② یعنی اب میرا دل ہر شخص کو قبول کرنے والا بن گیا ہے اس شخص کا دین خواہ کوئی سا بھی ہو۔

③ جیسے جانور مختلف ہوتے ہیں مگر ایک ہی چراگاہ سے چرتے ہیں اسی طرح لوگ اگرچہ مختلف مثلاً یہودی اور نصرانی وغیرہ اور عبادت کے طریقے بھی مختلف ہیں مگر عبادت ایک ہی ذات کی ہے اور دین بھی ایک ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گرجا گھر بھی، بت پرستوں کے لیے صنم کدہ بھی ہے اور طواف کرنے والوں کے لیے کعبہ بھی، اس میں توراۃ کی تختیاں ہیں اور قرآنی صحیفہ بھی۔"

قرآن ابن عربی کی ایسی باتوں کا رد کرتا ہے:

﴿وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (ال عمران: 85)

"اور جو کوئی بھی اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو پسند کرے گا تو وہ اس سے قطعاً قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔"

3......ابن عربی کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اللہ مخلوق ہے اور مخلوق اللہ ① ہے اور یہ خالق ومخلوق اور عابد ومعبود دونوں ایک دوسرے کی عبادت کر رہے ہیں۔ وہ اپنی بات یوں بیان کرتا ہے:

فیحمدنی واحمدہ ویعبدنی واعبدہ

"وہ میری حمد کرتا ہے میں اس کی حمد کرتا ہوں، وہ میری عبادت کرتا ہے اور میں اس کی عبادت کرتا ہوں۔"

4......ابن عربی اپنی کتاب "الفصوص الحکم" میں کہتا ہے:

"جب آدمی اپنی بیوی سے مجامعت کرتا ہے تو درحقیقت وہ اپنے معبود سے مجامعت کر رہا ہوتا ہے۔" نعوذ باللہ

5......مذکورہ بالا قول کی تشریح کرتے ہوئے نابلسی (صوفیوں کے اکابرین میں سے ایک) کہتا ہے کہ:

① یعنی سب کچھ نعوذ باللہ اللہ ہی کے وجود کی مختلف شکلیں ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''وہ یعنی بندہ حق یعنی اللہ سے نکاح کر لیتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ ان مردودوں کی ایسی لغویات سے بہت بلند ہے۔

6......ابو یزید بسطامی ① اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے کہتا ہے:

''اپنی وحدانی سے مجھے مزین کردے اور مجھے اپنی ربانیت کالبادہ اوڑھا دے، اور مجھے اپنی احدیت کی طرف اتنا بلند کر لے کہ جب تیری مخلوق مجھے دیکھے تو پکار اٹھے کہ ہم نے تجھے (یعنی اللہ تعالیٰ کو نعوذ باللہ) دیکھا ہے۔''

اور پھر یہی بایزید بسطامی خود اپنے متعلق کہتا ہے:

سبحانی سبحانی، ما أعظم شانی، الجنة لعبة صبیان! ②

''میں پاک ہوں میں پاک ہوں، میری شان کتنی عظیم ہے، جنت تو محض بچوں کا کھلونا ہے''

7......جلال الدین رومی کہتا ہے: میں مسلمان ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ نصرانی، برائی اور زرادشتی بھی ہوں۔ میرے لیے ایک معبود کے سوا اور کچھ نہیں۔ مسجد ہو یا کنیسہ یا بت خانہ یعنی کلیسا اور بت خانہ سب ایک ہی ہیں۔

8......ابن فارض کہتا ہے: اللہ تعالیٰ قیس (مجنوں) کے لیے لیلیٰ کی صورت میں ظاہر ہوا اور کثیر ③ کے لیے عزہم ④ کی صورت میں ظاہر ہوا اور جمیل ⑤ کے لیے بثینہ کی ⑥

---

① لوگوں میں اس کی بھی بڑی شہرت ہے اور صوفیہ کی کتب اس کی کرامات سے بھری پڑی ہیں اور کئی مساجد میں منبر ومحراب پر جلوہ افروز حضرات اس کے واقعات وکرامات سے اپنی تقاریر کو حسن بخشتے ہیں۔

② اسی مفہوم کا واقعہ فرید الدین عطار صوفی نے بھی نقل کیا۔ دیکھئے: تذکرة الأولياء: ص 87

③ مجنوں رانجھا وغیرہ کی طرح ایک عاشق کا نام۔

④ کثیر کی معشوقہ کا نام۔

⑤ ایک عاشق کا نام۔ ⑥ جمیل کی معشوقہ کا نام۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صورت میں ظاہر ہوا۔ وہ اپنے معروف قصیدہ ''التائیہ'' میں برملا کہتا ہے: یہ سب ① حق یعنی اللہ کی تجلیات ہیں۔

9..... رابعہ عدویہ (رابعہ بصری) سے پوچھا گیا کہ آپ کو شیطان سے نفرت ہے؟ اس نے جواب دیا:

''میرے دل میں اللہ کی محبت نے کسی کے لیے نفرت کی جگہ ہی نہیں چھوڑی'' اور وہ اللہ کو مخاطب کر کے کہتی ہے ''اگر میں آگ کے ڈر سے تیری عبادت کروں تو تو مجھے اسی آگ میں جلانا۔''

جبکہ اللہ تعالیٰ ہمیں آگ سے ڈراتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾۔

(التحریم: 06)

''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچا لو۔''

رابعہ بصری کے بارے میں کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ یہ گائیکہ اور رقاصہ تھی، تو ایسی عورت کے قول کو کیسے قبول کیا جا سکتا ہے جب کہ وہ قرآن کے بھی خلاف ہو۔

10..... عصر حاضر کے ایک صوفی عثمان برہانی، جس کا تعلق سوڈان سے ہے نے ایک کتاب لکھی جس کا نام اس نے ''رحمان کے اولیاء کی مدد شیطان کے اولیاء کے خلاف'' رکھا اور وہ شیطان کے اولیاء سے مراد وہابی اور اخوان المسلمین کو لیتا ہے۔ ②

① یعنی اوپر والے تمام کردار۔

② کتاب کے نام سے ہی کتاب میں موجود خرافات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صوفیوں کی کرامات

صوفیوں کا گمان ہے کہ ان میں کچھ ایسے لوگ بھی موجود ہیں جن پر کرامات کا ظہور ہوتا ہے۔ یہاں چند ایک کرامات کا تذکرہ کیا جارہا ہے تاکہ قارئین کرام کو علم ہو جائے کہ وہ کرامات نہیں بلکہ خرافات، کفریات اور سراسر گمراہی ہیں۔

شعرانی (ایک صوفی مصنف ہے) اپنی کتاب "الطبقات الکبریٰ"[1] میں صوفیوں کے اولیاء کی کرامات کو شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

1...... اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ[2] نصرانیوں کے عمامہ کی طرح ایک دھاری دار لباس پہنتے تھے اور ان کی دکان بہت بدبودار اور گندی تھی کیونکہ ان کا وطیرہ یہ تھا کہ کوئی مردہ کتا یا بکری کا بچہ کہیں دیکھ لیتے تو اس کو اٹھا لاتے اور دکان کے اندر رکھ چھوڑتے۔ کسی بندے میں اتنی ہمت نہ تھی کہ (بدبو اور گندگی کی وجہ سے) دکان میں بیٹھ سکے جب یہ بزرگ مسجد کا رخ کرتے تو راستے میں ایک تالاب آتا تھا جہاں کتے پانی پیا کرتے تھے وہاں یہ حضرت غسل فرماتے پھر گدھوں کے باڑے میں گھس جاتے۔

2...... اور حضرت جی جب کسی عورت یا امرد (بے ریش لڑکے) کو دیکھتے تو اس پر ڈورے ڈالنا شروع کر دیتے، اس کی پیٹھ اور مقعد پر ہاتھ پھیرتے، چاہے وہ

---

① فن رجال کے موضوع پر بھی ایک کتاب "الطبقات الکبریٰ" کے نام سے امام ابن سعد کی موجود ہے۔ یہ بہت بڑے محدث اور علم رجال کے ماہر تھے۔ جب کہ مذکورہ بالا کتاب تو ایک غالی صوفی کی ہے اور صوفیہ کی خرافات سے بھری پڑی ہے۔

② صوفی اپنے بزرگوں کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں اور یہاں بھی ایک بزرگ کا ہی تذکرہ ہو رہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لڑکا کسی گورنر یا وزیر کا ہو اور چاہے اس کا باپ بھی وہیں موجود ہو[1] وہ قطعاً لوگوں کی طرف التفات نہ کرتے تھے اور اپنا کام جاری رکھتے تھے۔

3...... شعرانی صاحب اپنے پیر ومرشد ''علی وُحیش'' کے بارے میں لکھتے ہیں کہ جب وہ شہر کے کسی بڑے آدمی یا کسی بھی شخص کو دیکھتا تو اس کو سواری[2] سے اترنے کا کہتا اور پھر کہتا کہ اپنی سواری کا سر پکڑ کے رکھو تا کہ میں اس سے اپنی شہوت کو پورا کروں۔ اگر وہ انکار کر دیتا تو وہیں دھرنا دے دیتے اور ایسا رویہ اختیار کرتے کہ اس شخص کو ایک قدم چلنا بھی محال نظر آتا تھا۔

4...... یہی شعرانی اپنے دوسرے ''پیر محمد الخضر ی'' کے بارے کہتا ہے:

''مجھے ابو الفضل سرسی نے بتایا کہ پیر ومرشد خضری صاحب ایک مرتبہ جمعہ کے دن ان کے پاس تشریف لائے تو لوگوں نے ان سے خطبہ ارشاد فرمانے کی درخواست کی انہوں نے درخواست قبول کر لی۔ منبر پر چڑھے اور حمد وثنا بیان کرنے کے بعد کہا ''میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ ابلیس کے علاوہ تمہارا کوئی اور معبود نہیں۔''

---

① یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ باپ کیسے اس صوفی کو یہ سب اپنی آنکھوں کے سامنے کرنے دیتا تھا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ لوگ بزرگوں کی تکریم میں اس قدر غلو کا شکار تھے کہ وہ ان بزرگوں کو کسی کام سے روکنا ان کی گستاخی سمجھا کرتے تھے۔ آج بھی بہت سے چشم دید واقعات اخبارات ورسائل میں مل جائیں گے کہ طریقت کا لبادہ اوڑھنے والے پیر یا اولیاء صریحاً غیر شرعی کام کرتے ہیں مگر لوگ ان کو روکنے کی جرات نہیں کرتے اور سمجھتے ہیں شاید اللہ نے براہ راست ان کو اس چیز کا حکم دیا ہے اور پھر وہ یہ کہتے ہوئے بھی نظر آتے ہیں کہ ان بزرگوں کے کام ہماری سمجھ میں نہیں آسکتے ہمارا کام ان کی تعظیم اور احترام کرنا ہے۔

② یعنی گدھا، خچر، گھوڑا وغیرہ اس وقت عموماً یہی سواریاں ہوتی تھیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں نے کہا یہ تو کافر ہو گیا! تو پیر صاحب غصے سے منبر سے نیچے اترے اور تلوار سونت لی۔ تمام لوگ مسجد سے بھاگ گئے۔ پیر صاحب منبر پر دوبارہ براجمان ہوئے اور عصر تک وہیں ڈٹے رہے۔ کسی کو جرأت نہ تھی کہ مسجد میں داخل ہو جائے۔ کچھ دیر بعد ساتھ والے شہروں سے کچھ لوگ آئے اور تمام لوگوں نے اپنے اپنے شہر کے بارے میں بتایا کہ شیخ محمد خضری نے تو ہمارے شہر میں خطبہ ارشاد فرمایا اور وہاں نماز پڑھی ہے۔ جب شمار کیا گیا تو حضرت نے اس دن تیس خطبے ارشاد فرمائے تھے۔ جب کہ دورانِ خطبہ ہم خود آپ کے سامنے بیٹھے تھے۔ ①

① ایسے واقعات شاید قابل یقین نہ ہوں مگر یہ ان کی کتابوں میں بکثرت پائے جاتے ہیں ایسا ہی ایک واقعہ بریلوی فرقہ کے اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی کی کتاب میں لکھا ہوا کہ ''کرشن کنہیا (کافر تھا) ایک وقت میں کئی سو جگہ موجود ہو گیا......'' (ملفوظات: 1/105)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صوفیوں کا نظریہ جہاد

صوفیہ کے نزدیک جہاد بہت ہی چھوٹی چیز ہے۔وہ اپنے گمان کے مطابق جہاد بالنفس میں مشغول ہیں اور وہ ایک حدیث بھی بیان کرتے ہیں۔ جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی ذکر فرمایا وہ نبی کریم ﷺ کا یہ قول ہے:

(رجعنامن الجهاد الأصغر إلى الجهاد الأكبر) ①

''اب ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف لوٹ آئے ہیں۔''

علم حدیث کے فن کی معرفت رکھنے والے کسی بھی امام ومحدث نے یہ الفاظ اللہ کے نبی ﷺ سے نقل نہیں کیے۔ بلکہ قرآن وسنت سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ کفار کے ساتھ جہاد اللہ کے قرب کے ذرائع میں سے بہت بڑا ذریعہ ہے۔

جبکہ صوفیہ کے جہاد کے بارے میں نظریات درج ذیل ہیں:

1......شعرانی صوفی کہتا ہے:

''ہمیں اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ جیسے جیسے حالات بدلتے جائیں ہم بھی حالات کے ساتھ بدلتے رہیں اور ان لوگوں کو بھی حقیر مت سمجھیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہم سے بلندی عطا کی ہے، وہ بلندی چاہے دنیا کے امور اور اس کی بادشاہت کے متعلق ہی کیوں نہ ہو۔''②

---

① مجموع الفتاوی لابن تیمیہ:197/11

② مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ دین کے مقابلہ میں دنیا کو بھی برابر سمجھتے ہیں، ان کے اس قول میں دین کی حقارت مقصود ہے کیونکہ ایک وہ شخص جو دنیا کی محبت میں ڈوبا ہوا ہے اور ایک وہ شخص جو دین پر عمل کرنے والا ہے وہ کیسے برابر ہو سکتے ہیں؟ حالانکہ الولاء (اللہ کے لیے محبت کرنا) والبراء (اللہ کے لیے نفرت کرنا) ایمان کا ایک جزء ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2......ابن عربی کہتا ہے:

''جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر کوئی ظالم مسلط کر دے تو اس قوم کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وہ اس کی مخالفت کرے کیونکہ یہ ظالم تو اللہ کی طرف سے ان کے لیے ایک سزا ہے''①

3......صوفیوں کے سرخیل ابن عربی اور ابن فارض صلیبی جنگوں کے وقت موجود تھے مگر ہم نے کسی سے یہ نہیں سنا کہ ان لوگوں نے صلیبیوں کے خلاف قتال میں شرکت کی ہو یا ان کے ساتھ قتال کی لوگوں کو ترغیب دی ہو یا شعر ونثر میں مسلمانوں پر ٹوٹنے والے ظلم کا کوئی غم ظاہر کیا ہو۔ بلکہ وہ لوگوں میں یہ بات پھیلاتے نظر آتے تھے کہ:

''اللہ تعالیٰ ہر چیز کا عین ہے (یعنی ہر چیز ہی اللہ ہے۔ نعوذ باللہ) مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ صلیبیوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دیں کیونکہ وہ بھی ذات الٰہ ہی کی ایک مجسم صورت ہیں۔''②

4......علامہ غزالی③ اپنی کتاب ''المنقذ من الضلال (گمراہی سے نجات)'' میں

---

① مطلب یہ ہے کہ ظالم کے خلاف کوئی بات نہیں کرنی، جب کہ اسلام حکم دیتا ہے کہ برائی کو دیکھو تو ہاتھ، زبان یا کم از کم دل میں ضرور برا جانو۔ (صحیح مسلم: 49)

② یعنی وہ مسلمانوں پر ظلم ڈھائیں، ان کو قتل کریں، ان کی عزتوں کو پامال کریں، ان کا مال لوٹیں، قرآن اور نبی ﷺ کی گستاخی کریں یا دنیا میں اسلام کو مٹانے کا عزم لے کر نکلیں، آپ نے کسی صورت بھی ان سے نہیں لڑنا۔

③ ہمارے ہاں غزالی کی بڑی شہرت ہے اور لوگ بڑے ادب واحترام سے اس کا نام لیتے ہیں مگر بہت سے لوگ اس کے عقائد سے بالکل ناواقف ہیں۔ لوگ مختلف موضوعات پر لکھتے ہوئے اس کی کتابوں میں سے بہت حوالہ جات (references) دیتے ہیں مگر اس کی کتب میں جو باتیں عقیدہ توحید کے خلاف ہیں وہ ذکر نہیں کی جاتیں، یہ کسی صورت بھی عدل نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''طریق تصوف'' کے عنوان سے ایک بحث میں لکھتا ہے کہ ''وہ صلیبی جنگوں کے دوران خلوت نشینی کی زندگی گزار رہا تھا۔کبھی دمشق کی غاروں میں تو کبھی بیت المقدس کے صخرہ میں۔اور دو سال سے زیادہ مدت تک ان دونوں جگہوں پر جانے سے اسے روکا بھی گیا۔''①

اور جب بیت المقدس پر صلیبیوں کا تسلط ہوگیا تب بھی موصوف اپنی خلوت نشینی سے ٹس سے مس نہ ہوئے② اور نہ ہی کسی کو جہاد کی طرف بلایا' حالانکہ سقوط بیت المقدس کے بعد بارہ سال تک وہ زندہ رہے۔

مزید براں غزالی نے اپنی کتاب ''احیاء علوم الدین'' میں جہاد کا کوئی ذکر تک نہیں کیا بلکہ اس کے برعکس کرامات کے نام پر خرافات اور کفریات کا تذکرہ اس کتاب میں بکثرت پایا جاتا ہے۔(احیاء علوم الدین :456/4)

5..... ''تاریخ العرب الحدیث والمعاصر'' کے مصنف نے لکھا ہے:

''صوفی سلسلوں کے تمام لوگوں نے بدعات وخرافات کو فروغ دیا اور لوگوں میں ہزیمت وشکست کی روح پھونکی۔یہودی استعمار نے ان کو جاسوسی کے لیے بھی استعمال کیا۔''

6..... محمد فہر شقفہ سوری صوفی اپنی کتاب ''فی التصوف'' میں کہتا ہے:

''حقیقت اور تاریخ کو تسلیم کرتے ہوئے ہمیں یہ چیز اپنے اوپر واجب سمجھنی چاہئے کہ حکومت فرانس نے شام پر اپنی فوج کشی کے دوران اس صوفی

① یعنی وہ کہہ رہے ہیں کہ میں جنگ وقتال کے دنوں میں کوئی خلوت کی جگہ تلاش کر رہا تھا تاکہ قتال نہ کرنا پڑے اور نہ ہی کسی کے طعنے سننے پڑیں ''ظالم گر گئے سجدے میں جب وقت قیام آیا۔''

② یعنی ان کو قبلہ اول پر صلیبی قبضہ کا کوئی غم نہیں تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طریقے (تیجانیہ) کی نشر واشاعت میں بڑی مدد کی اور اس نے اس مہم کو سرانجام دینے کے لیے بعض شیوخ[3] کو اجرت پر مقرر کیا اور ان کو مال اور مکان کی صورت میں ہر طرح کی سہولت میسر کی تا کہ یہ موجودہ نسل کو حکومت فرانس کی طرف مائل کرے۔ مگر مغرب کے مجاہدین نے ان علاقوں میں لوگوں کو طریقہ تیجانیہ کے خطرات سے آگاہ کیا اور ان کو خبردار کیا کہ یہ تصوف کے لبادے میں درحقیقت فرانسیسی استعمار ہی ہے۔ چنانچہ مجاہدین کی اس کوشش سے دمشق بیدار ہو گیا۔

① تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ ہمیشہ کفار نے جہاد کو دبانے کے لیے ایسے ہی ہتھکنڈے استعمال کئے ہیں، غلام احمد قادیانی جیسے کئی ایک کردار آپ کو اس بات پر شاہد عدل نظر آئیں گے کہ جہاد کی مخالفت کرنے والوں کے پیچھے کن لوگوں کے ہاتھ ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ لوگ قطعاً مسلمانوں میں جہاد کی آواز کو بلند ہوتا نہیں دیکھ سکتے کیونکہ انہوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر جرنیل صحابہ رضی اللہ عنہم اور صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ کی تاریخ کو خوب غور سے پڑھ رکھا ہے اور اس بات سے آگاہ ہیں کہ جہاد کے نتیجے میں دنیا میں ان کا تسلط برقرار نہیں رہ سکتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوف اور امید

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا﴾۔ (الأعراف: 56)

''اپنے رب کو خوف اور طمع کے ساتھ پکارو۔''

یہاں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم دے رہے ہیں کہ وہ اپنے خالق اور معبود کو اس کی جہنم اور اس کے عذاب سے خوف کھاتے ہوئے، اور اس خالق و معبود کی جنت اور اس کی نعمتوں کے حصول کی طمع اور لالچ کرتے ہوئے اس کی عبادت کریں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحجر میں فرمایا:

﴿نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ۝﴾۔ (الحجر: 49،50)

''میرے بندوں کو میرے متعلق آگاہ کر دیجیے کہ یقیناً میں بہت معاف کرنے والا رحم والا ہوں اور بلاشبہ میرا عذاب بھی بڑا دردناک ہے۔''

کیونکہ اللہ کا خوف بندے کو اللہ کی نافرمانی اور معصیت سے دور رہنے پر ابھارتا ہے اور اللہ کی رحمت اور جنت[1] کی طمع بندے کو عمل صالح اور ہر اس کام پر ابھارتی ہے جو کام اللہ کا پسندیدہ ہو۔

مذکورہ بالا آیات سے ہمیں چند چیزوں کی راہنمائی ملتی ہے:

1...... بندے کو چاہیے کہ وہ اپنے رب کو ہی پکارے جو کہ اس کا خالق بھی ہے اور وہی

---

[1] نبی ﷺ سے ایک حدیث قدسی مروی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے جنت کو اپنی رحمت قرار دیا ہے (صحیح بخاری: 485، صحیح مسلم: 2846)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔

2...... غیر اللہ کو پکارنا ممنوع ہے چاہے وہ نبی، ولی یا فرشتہ ہی کیوں نہ ہو' کیونکہ دعا بھی نماز کی طرح ایک عبادت ہے اور عبادت اللہ کے سوا کسی کے لیے جائز نہیں۔

3...... بندے کو چاہیے کہ وہ اپنے رب کو اس کی جہنم کے خوف اور اس کی جنت کے شوق اور طمع میں پکارے۔

4...... آیت کریمہ میں صوفیوں کے اس عقیدہ کی تردید بھی ہے کہ جو کہتے ہیں کہ وہ اللہ کی عبادت اس کی جہنم کے خوف اور اس کی جنت کی طمع میں نہیں کرتے' جب کہ خوف اور رغبت عبادت کی اقسام سے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ انبیاء کرام علیہم السلام کی مدح کرتے ہوئے فرمایا:

﴿إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا ۖ وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ ﴿٩٠﴾﴾ ۔ (الأنبياء: 90)

''یقیناً یہ لوگ بھلائیوں میں جلدی کرنے والے اور ہمیں (جہنم کے) خوف اور (جنت کی) رغبت سے پکارنے والے ہیں اور ہم سے ہی ڈرنے والے ہیں۔''

5...... مذکورہ بالا آیت میں اس بات کی بھی تردید ہے جو امام نووی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''اربعین نوویہ'' میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھی:

«إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ». ①

''اعمال کا دارومدار نیتوں پہ ہے۔''

امام نووی رحمہ اللہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں ''جب عمل اور نیت آپس میں مل جائیں

---

① صحیح بخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی إلی رسول اللہ ﷺ: 1
صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب قوله ﷺ ((إنما الأعمال بالنیات)): 1907

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اس کی تین صورتیں بنتی ہیں:

اول: یہ عمل اللہ کے خوف سے کیا جارہا ہوگا، یہ غلاموں کی عبادت کا طریقہ ہے۔

دوم: یہ عمل جنت اور ثواب کی طلب میں کیا جارہا ہوگا، یہ تاجروں کی عبادت کا طریقہ ہے۔

سوم: یہ عمل اللہ تعالیٰ کی حیا اور اس کا حقِ بندگی ادا کرنے کے لیے کیا جارہا ہوگا اور اس کا شکر ادا کرنے کے لیے کیا جارہا ہوگا، تو یہ آزاد لوگوں کی عبادت کا طریقہ ہے۔''

سید محمد رشید رضا نے ''مجموعة الحديث النجدية'' میں امام نووی رحمہ اللہ علیہ کے مذکورہ کلام پر تعلیق لگاتے ہوئے کہا:

''یہ تقسیم فقہائے حدیث سے زیادہ صوفیوں کے کلام سے میل کھاتی نظر آتی ہے۔ اس میں تحقیق شدہ بات یہی ہے کہ کامل درجے کی عبادت خوف (جس کو انہوں نے غلاموں کی عبادت کا طریقہ کہا، حالانکہ ہم سب اللہ کے غلام ہیں) اور اللہ کے ثواب کی امید (جس کو انہوں نے تاجروں کی عبادت کا طریقہ قرار دیا ہے) کو جمع کرنے سے ہی حاصل ہوتی ہے۔''

میں کہتا ہوں: متولی شعراوی (ایک صوفی) نے اپنی کتب میں اسی عقیدہ (یہ عقیدہ کہ اللہ کی عبادت خوف اور طمع کے ساتھ کرنا درست نہیں) کو بنیاد بنایا ہے، بلکہ اس نے اس عقیدہ میں مزید مبالغہ آمیزی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

﴿وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ﴿١١٠﴾﴾- (الکھف: 110)

''اور اپنے رب کے ساتھ کسی کو بھی شریک مت ٹھہرا۔''

کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا: اس آیت میں ''احداً'' سے مراد جنت ہے[1] یعنی جنت کے لیے اللہ کی عبادت کرنا شرک ہے۔

---

[1] اس کے مطابق آیت کا ترجمہ یوں ہوگا ''اور اپنے رب کی عبادت میں جنت کی امید کو شریک مت بنا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صوفیوں کے پیراور مشائخ

مشائخ صوفیہ نے ہر خاص و عام کو یہ بات باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ صوفیوں کی اپنی ایک سلطنت اور بادشاہت ہے۔ اور وہ ماکان وما یکون (جوکچھ ہو چکا اور جو ہونے والا ہے) کا علم رکھتے ہیں، ہر ظاہر و باطن چیز کو جانتے ہیں اور اسی طرح غیب سے بھی آگاہ ہیں اور اپنی مرضی کے مطابق اس دنیا میں تصرفات کرنے کا اختیار بھی ان کے پاس موجود ہے۔ یہ نعرہ ان کے ہاں زبان زدعام ہے ''اے دنیا کا نظام چلانے والے عبدالقادر جیلانی'' اور یہ بات بھی کہی جاتی ہے ''اگر ہمارے مشائخ نہ چاہیں تو قیامت بھی قائم نہ ہو''۔

جیسا کہ علامہ غزالی نے اپنی کتاب "إحیاء علوم الدین" میں ان مشائخ کے بارے میں لکھا ہے:

> ''لوگ ان سے مدد مانگتے ہیں اور اپنی مصیبتوں اور تکالیف میں ان کو پکارتے ہیں جیسے: ''یا سیدی یا رفاعی (صوفیوں کے ایک پیر کا نام) مصیبت میں میرا خیال رکھنا، اگر تو میرا خیال نہیں رکھے گا تو میں اور کس کے سامنے التجا کروں گا؟''۔

اسی طرح وہ اپنے مریدین کو یہ بات بھی باور کروانے کی کوشش کرتے ہیں کہ شیخ (پیر صاحب) دل کے جاسوس ہوتے ہیں، جب چاہیں دل میں جا کر سب باتیں معلوم کرلیں جب چاہیں دل سے نکل آئیں، مریدوں کو اپنے پیر کے سامنے ایسے ہی ہونا چاہیے جیسے میت غسل دینے والے[1] کے سامنے ہوتی ہے۔ مریدوں کو اس بات کا بھی

---

[1] یعنی غسل دینے والا کچھ بھی کر سکتا ہے، میت اس کو روک نہیں سکتی اسی طرح پیر صاحب بھی سب =

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکم دیا جاتا ہے کہ اگر وہ کبھی اپنے شیخ کو زنا کرتے ہوئے بھی دیکھ لیں تو ان کو چاہیے کہ وہ اپنے شیخ کے لیے غسل کا بندوبست کریں (کیونکہ ظاہر میں تو وہ زنا کر رہا ہے مگر باطن میں شاید دور سمندر میں کسی ڈوبتی کشتی کو پار لگا رہا ہو)۔ ایسے افکار وخیالات کے ذریعے یہ مشائخ اپنے مریدوں پر مکمل کنٹرول حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ان کے احساسات تک کو اپنا غلام بنانے کی سازش کرتے ہیں۔ اپنے مریدین کی عقل ختم کر کے ان کی حالت ایک مجذوب سی بنا دیتے ہیں جس کا عقل وفکر سے کوئی سروکار نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ اپنی کوئی آزادانہ سوچ رکھتا ہے۔ صوفیوں میں پیری مریدی کے سلسلہ میں یہ بات عام ہے کہ:

> ''وہ مرید کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا جس نے اپنے شیخ سے یہ کہہ دیا کہ یہ کام کیوں کیا؟۔''

مزید برآں یہ بات بھی:

> ''کبھی اپنے شیخ پر اعتراض مت کرو ورنہ آپ پر معرفت کے دروازے بند کر دیئے جائیں گے۔''

ان سب باتوں کی وجہ سے مرید کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ عقل وخرد سے بے بہرا اور حیران وسرگرداں، اس شخص کی طرح دکھائی دیتا ہے جس میں راستے کو جانچنے، پرکھنے اور اس پر چلنے کی کوئی استطاعت نہیں ہوتی۔ یا پھر مریدوں کی حالت اس تنکے کی سی ہوتی ہے جو ہواؤں کے دوش پر ہوتا ہے۔ کبھی ہوا نے ادھر گرایا تو کبھی ادھر! یہ اپنے شیخ

= کچھ کر سکتے ہیں مرید اس کو روک نہیں سکتا، یا جس طرح میت غسل دینے والے کے سامنے بے بس ہوتی اسی طرح مرید بھی اپنے شیخ کے سامنے بے بس ہوتا ہے، یا جس طرح میت غسل دینے والے کے سامنے ننگی ہوتی ہے اسی طرح مرید بھی اپنے پیر کے سامنے ننگا ہی ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نہ آگے بڑھ سکتے ہیں اور نہ ہی پیچھے اور وہ اپنی عقل اور اپنے دماغ سے نہیں بلکہ اپنے شیخ اور پیر کے دماغ سے سوچتے ہیں۔

ستم کی انتہا دیکھیے کہ انہوں نے اپنے مریدوں کے لیے اپنے علاوہ کسی دوسرے شیخ کی بات کو سننا اور اس سے کسی بھی قسم کی معلومات لینے سے نہ صرف منع کر دیا بلکہ اس کو حرام قرار دے دیا اور یہ بات مشہور کر دی:

''دو شیوخ کے درمیان ایک مرید اسی طرح ہے جیسے ایک بیوی دو خاوندوں کے درمیان۔''

ان مذموم ہتھکنڈوں سے انہوں نے لوگوں کو ہر بھلائی سے محروم کر دیا، ان کو علم نافع سے دور اور دین کی سمجھ بوجھ سے تہی دامن کر دیا۔ ان مشائخ نے لوگوں کو علوم شریعت کی روشنی سے بہت دور، جہالتوں کے سمندر میں پھینک دیا اور وہ ایک ایسے قعر مذلت میں جا پڑے جہاں وہ طرح طرح کی گمراہیوں کا شکار ہو کر دین و دنیا کی ہر بھلائی سے محروم ہو گئے۔

اللہ کا غضب کہ ان تمام ہلاکتوں کے ساتھ ساتھ ان کی خود ساختہ گمراہیوں کی کچھ شکلیں یہ بھی ہیں: عقیدہ حلول، وحدۃ الوجود، غیر مشروع وسیلہ، خلاف دین کلمات، نغمات اور ساز کی دھن پر رقص، شیخ کے ہاتھوں کا بوسہ اور برکت کے لیے اس کے ہاتھ چومنا، ان کی تعظیم میں غلو کرنا، ان کے سامنے دیوانوں کی طرح بیٹھنا اور عاجزی کرتے ہوئے اس بات کی امید رکھنا کہ یہ تعظیم ان کے لیے برکات کے دروازے کھول دے گی اور پھر اپنے مشائخ کی مجلس سے نکلتے وقت ان کی طرف پیٹھ کو نہ پھیرنا بلکہ الٹے پاؤں جھک کے واپس جانا۔

صوفیہ کے مشائخ نے اپنے مریدوں سے صرف انہی باتوں پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انہوں نے ان کا یہ اعتقاد بنا دیا کہ وہ صرف اور صرف اپنے پیر کے وسیلے سے اللہ تک پہنچ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتے ہیں اس کے بغیر ذات الٰہی کے قرب کا حصول ناممکن ہے اور اس بات میں انہوں نے انتہا درجے کے غلو سے کام لیا، یہاں تک کے ایک پیر نے اپنے مرید سے کہا کہ تم یہ قسم کھاؤ کہ تمہارا شیخ محمد ﷺ سے بھی افضل ہے، اور جب اس مرید نے دلیل طلب کی تو اس شیخ نے فرمایا: کیونکہ نبی ﷺ خود روزانہ شیخ کی مجلس میں علم حاصل کرنے کے لیے تشریف لاتے ہیں یعنی ''علم لدنی''[1] سیکھنے کے لیے۔ اتفاق کی بات یہ تھی جس شیخ کی یہ فضیلت بیان کی جارہی ہے اس کی مسند درس کے قریب ہی طوائفوں کا اڈا تھا اور اس میں سینکڑوں زانیہ عورتیں دھندہ کرتی تھیں اور ساتھ ہی شراب کی مارکیٹ بھی موجود تھی۔ میں نے کہا: کیا آپ کے شیخ کو نبی ﷺ کی آمد کی خبر ہوتی ہے تو جواب ملا کہ جی ہاں ہمارے شیخ خود ہمیں بتاتے ہیں۔ میں نے کہا تو کیا آپ کے شیخ کے لیے یہ ٹھیک ہے کہ وہ زنا کی گندگی کو ختم نہ کرے یا کم از کم اس کا انکار نہ کرے اور اس پر خاموش رہے، باوجود اس کے کہ اسے یہ بھی پتہ ہے کہ یہاں ہر روز نبی اکرم ﷺ تشریف لاتے ہیں؟ تو وہ مرید ہکا بکا رہ گیا، پھر اللہ نے اس کو ہدایت نصیب فرما دی اور جن لوگوں سے ہمیں اللہ کے لیے محبت ہے وہ بھی ان میں شامل ہو گیا۔

گمراہ کن حکایات میں سے ایک مشہور حکایت یہ بھی ہے کہ ایک شیخ کہیں جا رہے تھے تو اس کے ساتھ ان کے ایک مرید بھی ہو لیے، راستے میں ایک نہر پڑتی تھی جسے

---

① صوفیوں نے جیسے شریعت کے مقابلہ میں طریقت کو ایجاد کیا اسی طرح علم وحی کے مقابلہ میں ''علم لدنی'' کی ایک اپنی اصطلاح وضع کی، وہ کہتے ہیں محدثین کا علم وہ ہے جس کو وہ ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں جب کہ ہمارے پاس جو علم ہے وہ علم لدنی ہے جو براہ راست اللہ کی طرف سے ان کو سکھایا جاتا ہے۔ وہ قرآن وسنت سے نہیں مل سکتا اور انبیاء کرام علیہم السلام کی ذات ہی ایسی ہے جن کو اللہ تعالیٰ بغیر کسی انسان کے واسطے کے براہ راست علم سکھاتے ہیں۔ کیا یہ صوفیہ انبیاء علیہم السلام کی برابری کا دعویٰ کر رہے ہیں؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبور کر کے وہ اپنی منزل پر پہنچ سکتے تھے ۔شیخ نے ''بسم اللہ'' پڑھتے ہوئے پانی کے اوپر چلنا شروع کر دیا اور اپنے مرید کو وصیت کی کہ وہ ''یا شیخ'' کہہ کر اسی طرح دریا عبور کر لے۔ مرید نے ایسے ہی کیا اور وہ راستہ عبور کرتا رہا۔ پھر ایک دن اس کے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ وہ بھی اسی طرح ''بسم اللہ'' کہے جیسے اس کا شیخ کہتا تھا؟ تو اس نے جب ''بسم اللہ'' کہی تو غوطے کھانے لگا تو فوراً شیخ اس کے بچانے کے لیے آگئے اور کہا کہ میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ ''یا شیخ'' کہہ کر عبور کرنا؟ اب ڈوبنے کا مزہ چکھا؟ یہ نتیجہ ہے میری بات نہ ماننے کا، پھر شیخ نے اس سے عہد لیا کہ وہ آئندہ ایسا نہیں کرے گا۔

دیکھیے: (ابو یوسف عبدالرحمٰن بن عبد الصمد کی کتاب "اسئلہ طال حولها الجدل" ایسے سوالات جن پر لمبے مناظرے ہوتے ہیں۔ص 107 تا 109)

میں کہتا ہوں کہ ایسے تمام قصے خرافات پر مبنی ہیں اور اسلام کی تعلیمات کے بالکل الٹ ہیں، مدد اللہ کے علاوہ کسی سے طلب کرنا جائز ہی نہیں ہے' خاص طور پر ان امور میں جن کو حل کرنے کی اللہ کے سوا کسی میں طاقت نہیں ہے۔ جیسے شفا اور رزق دینا وغیرہ۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝﴾ ۔ (الفاتحہ: 4)

''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔''

«إِذَا سَأَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ».[1]

''جب تم سوال کرنا چاہو تو اللہ سے ہی مانگو اور جب مدد کی ضرورت پڑے تو تب بھی اسی سے مدد مانگو۔''

---

[1] **إسناده صحيح**: سنن ترمذی، کتاب صفة القيامة، باب حديث حنظلة: 2516، مسند احمد: 293/1

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صوفیہ کے نزدیک تقلیدِ شیخ

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ صوفیوں کے نزدیک تقلید کی اہمیت کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"زہد وعبادت کی طرف منسوب بعض لوگوں کو سلوک اور تصوف میں ایک معین شیخ کی تقلید کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ جب انہوں نے اس صاف نبوی علم کی جستجو اور طلب سے اعراض کیا جس سے اللہ اور اس کے رسول کے راستے کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ مطلب یہ کہ جب انہوں نے کتاب وسنت کے علم سے منہ موڑا تو انھیں اپنی عبادات شروع کرنے، ذکر واذکار، اور عبادات کے طریقے اور ان کے اوقات مقرر کرنے کے لیے ایک شیخ کی تقلید کی ضرورت پیش آئی، حالانکہ یہ تمام چیزیں کتاب وسنت میں موجود ہیں اور نبی ﷺ کی احادیث میں تو ان چیزوں کی تمام تفصیلات موجود ہیں۔"

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ:

"جن عقائد کے بارے میں صوفیوں کا امت سے اختلاف ہے وہ تمام عقائد کتاب وسنت کی نص[1] سے ثابت ہیں۔ اور سلوک کے وہ تمام امور جن میں صوفیہ کا امت سے اختلاف ہے وہ بھی کتاب وسنت میں منصوص ہیں جو کہ سالکین کی درستگی اور فہم کے لیے کافی ہیں اور یہ کتاب وسنت کا علم ان کے لیے ایک محافظ ہے جو ان کو سیدھے راستے پر چلانے اور بدعات

---

① نص کا مطلب یہ کہ ان کے بارے میں کوئی واضح، صاف اور صریح حکم رکھنے والی آیت یا حدیث موجود ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اس حد تک روکنے کے لیے کافی ہے کہ کوئی اختلاف باقی ہی نہیں رہے گا۔"①

www.KitaboSunnat.com

① مجموع الفتاوی لإبن تیمیه: 273/19

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ کی اطاعت کی حدود

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اطاعتِ شیخ کی مشروع حد بیان کرتے ہوئے لکھا:

''تمام مسلمانوں کا ایک ایسا مرجع موجود ہے کہ جس کی طرف وہ اپنے اختلافات کی موجودگی میں رجوع کر سکتے ہیں اور سرِ انگشت (انگلی کا پور) کے برابر بھی اس کی مخالفت نہیں کر سکتے اور وہ مرجع ہے کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

اگر کوئی شیخ، اگرچہ وہ بڑی شان ومرتبت والا ہو اپنے ساتھیوں یا معتقدین کو کتاب وسنت کے مطابق چلائے تو یہ بہترین طریقہ اور بہترین مسلک ہے اور اگر وہ کتاب وسنت کی مخالفت پر مبنی تعلیمات دے تو اسے روکنا واجب ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

«لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ». ①

''خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی بھی معصوم نہیں ہوسکتا اور مذکورہ بالا قاعدہ اس شیخ کے لیے ہے جو دین کا علم اور اس پر عمل بھی رکھتا ہو۔ رہا ایسا شیخ جو واضح طور پر بدعات کو فروغ دینے والا بدعتی ہو یا ظاہری فسق وفجور میں مبتلا ہو تو ایسے شیخ

---

① **إسناده حسن**: مسند أحمد: 66/5، المعجم الكبير للطبراني: 170/18؛ المصنف لابن أبي شيبه: 549/6، ح: 33706 واللفظ له۔ اس مفہوم کی روایت صحیح بخاری: 7257 وصحیح مسلم: 840 میں بھی موجود ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا انکار کرنا اور اس کی کوئی بھی بات نہ ماننا فرض ہے۔"①

مزید شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اگر شیوخ میں سے کوئی ایسی بات کا حکم دے جس کا حکم اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دیا ہے تو پھر اس کا حکم ماننا فرض ہے② کیونکہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہر حالت میں ہر کسی پر فرض ہے اگر چہ اس حکم کو پہنچانے والا کوئی بھی ہو۔

البتہ اگر ایک شخص کسی سے اپنی خواہشات کی وجہ سے محبت کرتا ہے مثلاً وہ کسی کے ساتھ دنیاوی محبت میں مبتلا ہے یا اس کا کسی سے محبت کرنا اس وجہ سے ہو کہ وہ اس کے کام آئے گا یا وہ اس کے ذریعے مال حاصل کرے گا یا کسی عصبیت کی وجہ سے محبت ہو یا ایسا ہی کوئی اور سبب ہو تو پھر یہ محبت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں شمار نہیں ہوگی بلکہ یہ نفسانی خواہشات کی محبت ہے اور ایسی محبت کفر وفسق اور نافرمانی میں مبتلا کر دینے والی ہے"۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

"کتنے لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنے شیوخ③ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن اگر ان کی محبت اللہ کے لیے ہے تو پھر وہ ان کی اطاعت

---

① مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ: 517/11 ،کچھ تصرف کے ساتھ: احمد بن محمد بنانی۔

② یہ اطاعت درحقیقت اس شیخ کی نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہے جو ہر مسلمان پر فرض ہے۔

③ شیوخ سے مراد ایسے لوگ جو اس کو اسلام کے مطابق چلاتے ہیں اس میں امام مسجد، گھر کا سربراہ اور امیر جماعت تمام شامل ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرور کرتے کیونکہ جب کسی کی وجہ سے کسی سے محبت کی جاتی ہے تو درحقیقت یہ محبت اس شخص کی محبت کے تابع ہوتی ہے جس کی وجہ سے محبت پیدا ہوئی۔"[1]

[1] مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ: 517/11، کچھ تصرف کے ساتھ: احمد بن محمد بنانی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صوفیہ کے نزدیک ''ولی'' کا مفہوم

اکثر صوفیوں کے نزدیک ولی کا مفہوم یہ ہے کہ جس کی قبر پہ بہت بڑا قبہ تعمیر ہو یا وہ مسجد میں مدفون ہو۔ مجاورین اس ولی کی کرامات بیان کرنے کے لیے موجود ہوں اگر چہ وہ کرامات غلط ہی ہوں اور ان ساری کرامات کو گھڑنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس کے ذریعے لوگوں سے مال بٹوریں اور باطل طریقے سے کھائیں جیسا کہ مصر، حضرموت اور شام وغیرہ میں ہو رہا ہے۔

قبروں پر قبوں کی تعمیر کا تصور اصل میں دروز (ایک بدعتی کا نام) جو اپنے آپ کو فاطمی کہتا تھا کی، ایجاد ہے۔ ان لوگوں نے قبوں کے ذریعے سے لوگوں کو مساجد سے پھیر کر ان قبوں کی طرف مائل کرنے کی کوشش کی اور ان میں سے اکثر قبوں کی کوئی اصل یا دلیل موجود نہیں ہوتی جیسا کہ مصر میں حسین رضی اللہ عنہ کی قبر (لوگوں نے ان کی قبر مصر میں بھی مشہور کر رکھی ہے) نہیں ہے بلکہ وہ تو عراق میں شہید ہوئے تھے۔

پھر مساجد میں دفن کرنا تو یہود و نصاریٰ کا طریقہ ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے:

«لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدًا».①

''اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔''

کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تو مسجد میں ہی دفن کیا گیا تھا۔ اس کا

---

① صحيح بخاری، كتاب المغازی، باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاته: 4443، 4444، صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب النهی عن بناء المسجد علی القبور...... 529 واللفظ له۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب یہ ہے کہ یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں دفن کیا گیا تھا بلکہ رسول اللہ ﷺ کو آپ کے گھر میں دفن کیا گیا تھا جو مسجد سے جدا تھا اور یہ گھر اسی طرح جدا رہا یہاں تک کہ اسی (80) سال بعد بنوامیہ نے مسجد کی وسعت کے دوران اس گھر (حجرے) کو بھی مسجد میں شامل کر دیا۔

آج بہت سے مسلمان بھی مساجد میں قبریں بنانے لگ گئے ہیں، خاص طور پر اپنے پیر اور مشائخ کی، پھر کچھ عرصہ گزارنے کے بعد وہ اللہ کی بجائے ان پیروں سے مانگنا شروع کر دیتے ہیں اور شرک کے گڑھے میں جا گرتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۝۱۸﴾ - (الجن: 18)

”یقیناً مساجد اللہ ہی کے لیے ہیں سو تم اللہ کے ساتھ کسی اور کو مت پکارو۔“

اسلام میں مساجد فوت شدگان کی تدفین کے لیے نہیں، بلکہ یہ نماز اور صرف ایک اللہ کی عبادت کے لیے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

«لَا تُصَلُّوْا اِلَى الْقُبُوْرِ وَلَا تَجْلِسُوْا اِلَيْهَا».[1]

”قبروں کی طرف رخ کر کے نماز مت ادا کرو اور نہ ہی ان کے اوپر بیٹھو۔“

اے میرے مسلمان بھائی! اپنے آپ کو قبر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے اور ان کے اوپر بیٹھنے سے بچالو۔

---

① صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب النهي عن الجلوس على القبر والصلاة عليه: 972

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولیاء الرحمٰن ①

1......اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝٦٢ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝٦٣﴾۔ (یونس: 63،62)

''خبردار اللہ کے اولیاء کسی قسم کے خوف کا شکار نہیں ہوتے اور نہ ہی وہ غمگین ہوتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ② اور تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔''

2......قرآن کی نظر میں ولی وہ ہے جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرے، اس کی نافرمانی نہ کرے، اسی کو پکارے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔ ولی کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو اپنے ولی سے عداوت رکھنے سے ڈراتے ہیں، جیسا کہ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

((مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ)). ③

''جس نے میرے دوست سے عداوت رکھی تو میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔''

اللہ کے ایسے مؤمن، موحد اور فرمانبردار ولی کو بوقت ضرورت اللہ تعالیٰ عزت

① کتاب وسنت میں ولی کا جو مفہوم ہے وہ یہاں بیان کیا جا رہا ہے۔

② اس سے پتہ چلا کہ ولی بننے کے لیے کوئی لمبے چوڑے پاپڑ بیلنے اور خاص کرامات ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہر مؤمن متقی اللہ کا ولی ہے۔

③ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع: 6502

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وکرامت سے نوازتے ہیں، چنانچہ ولایت اور کرامت[1] قرآن سے ثابت ہے۔ اس کی دلیل سیدہ مریم علیہا السلام کا قصہ ہے جب ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے گھر میں ہی رزق کا بندوبست کر دیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۭ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝۳۷﴾ - (آل عمران: 37)

''زکریا علیہ السلام جب کبھی محراب میں ان کے پاس جایا کرتے تو ان کے پاس کوئی نہ کوئی چیز دیکھا کرتے تو انہوں نے کہا کہ یہ رزق تمہارے پاس کہاں سے آتا ہے؟ تو مریم علیہا السلام جواب دیتیں کہ اللہ کی طرف سے، اور یقیناً وہ جس کو چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے۔''

پس ولایت تو درست ہے مگر یہ ولایت صرف مؤمن، موحد اور فرمانبردار مسلمانوں کے لیے ہے، ولایت ایسے شخص کے قطعاً لائق نہیں جو فسق و فجور میں مبتلا ہو اور نماز تک کا تارک ہو یا گناہوں پر اصرار کرنے والا ہو۔ مزید براں ولی ہونے کے لیے قرآن نے کسی شخص کے ہاتھ پر کرامت کے ظہور کی کوئی شرط نہیں لگائی بلکہ ولی ہونے کے لیے صرف اور صرف ایمان اور تقویٰ[2] کی شرط لگائی ہے۔

---

① کرامت کا معنی ہے عزت وتکریم جو کسی بھی صورت میں اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو عطا کر سکتے ہیں، کرامت سے مراد کتاب وسنت کے مخالف کام قطعاً نہیں ہیں۔

② جیسا کہ سورۃ یونس کی آیت 63 میں گذر چکا ''(ولی وہ ہوتے ہیں جو) ایمان لے آئیں اور تقویٰ اختیار کریں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولیاء الشیطان

یہ ممکن نہیں کہ کرامت کا ظہور کسی ایسے شخص کے ہاتھ پر ہو[1] جو فاسق ہو اور اعلانیہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا ارتکاب کرنے والا ہو یا اللہ کے علاوہ کسی غیر سے مدد مانگتا ہو، جوکہ شرکیہ عمل ہے تو وہ اللہ کا معزز دوست کیسے بن سکتا ہے؟۔

جیسا کہ یہ بات معلوم ہی ہے کہ کرامت کوئی ورثہ نہیں ہے جو آباء واجداد سے اولاد میں منتقل ہوتا رہے بلکہ عزت اور کرامت تو ایمان اور عمل صالح کے ساتھ مشروط ہے۔ رہی وہ چیزیں جو بعض بدعتی لوگوں کے ہاتھوں ظہور پذیر ہوتی ہیں مثلاً خود کو تلوار کے ساتھ مارنا، آگ کے انگارے نگلنا وغیرہ تو ایسی تمام چیزیں شیطان کی طرف سے ہیں اور مجوسیوں کے کام ہیں۔ جو لوگ ایسے اعمال کا ارتکاب کرتے ہیں تو گویا اللہ تعالیٰ ان کی رسی کو ڈھیلا چھوڑ دیتے ہیں تاکہ وہ گمراہی میں آگے بڑھتے رہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ﴾

(الزخرف: 36)

”اور جو شخص رحمٰن کی یاد سے اعراض کرے گا تو ہم اس کے لیے ایک شیطان مقرر دیں گے جو اس کا پکا ساتھی بن جائے گا۔“

اسلام ایسی (شعبدہ بازیوں) کی اجازت نہیں دیتا کیونکہ ایسے کام نہ رسول اللہ ﷺ نے خود کیے اور نہ ہی آپ کے بعد آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے۔ بلکہ ایسے

[1] یہ بات بھی ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ کرامت اور چیز ہے اور شعبدہ بازی، جادو وغیرہ اور چیز ہے شیطان ایسے معاملات میں اپنے چیلوں کا ساتھ دیتا رہتا ہے اور لوگ انہی کو کرامات کا نام دے دیتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کام تو بدعات کے زمرے میں آتے ہیں جن کے بارے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے:

«اِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ». [1]

''دین میں نئی چیزیں نکالنے سے بچ جاؤ، یقیناً دین میں ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

ہندوستان کے کفار ایسے اکثر کام کیا کرتے تھے جیسا کہ ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی کتب مثلاً ''مجموع فتاوی'' وغیرہ میں ابن بطوطہ سے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''کیا ہندوؤں کی ایسی شعبدہ بازیوں کے بارے میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ لوگ ولی ہیں اور یہ ان کی کرامات ہیں؟ بلکہ یہ تو شیطانی عمل ہے اور آہستہ آہستہ گمراہی میں بڑھتے چلے جانے کا ذریعہ ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا﴾۔ (مریم: 75)

''کہہ دیجئے! کہ جو شخص گمراہی میں پڑا تو لازم ہے کہ رحمٰن ایسے شخص کو ایک مدت تک کے لیے مہلت دے۔''

---

[1] **إسناده صحيح**: سنن أبي داؤد ،كتاب السنة،باب في لزوم السنة: 4607 واللفظ له، سنن ترمذي، كتاب العلم،باب ماجاء في الأخذبالسنة واجتناب البدع:2676، مسند احمد: 126/4

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قصہ خضر علیہ السلام ①

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: خضر علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں کوئی چیز خلاف شریعت نہیں ہے اور ایسے واقعات مؤمنوں کے ساتھ اکثر پیش آتے رہتے ہیں۔ مثلاً کسی خاص سبب کی بنا پر دو لوگوں میں سے کسی ایک کے لیے ایک چیز درست اور جائز ہو اور دوسرا اس سبب سے نابلد ہونے کی وجہ سے اس سے محروم رہے اگرچہ یہ شخص پہلے سے بڑھ کر افضل ہی کیوں نہ ہو۔

اس کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ دو آدمی ایک تیسرے شخص کے گھر میں داخل ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ جانتا ہے کہ صاحب خانہ میرے آنے سے خوش ہوتا ہے اور اس شخص کو اس بات کا علم یا تو صاحب خانہ کے الفاظ سے یا کسی بھی دوسرے طریقے سے ہوا، جب کہ دوسرے آدمی کو ایسی کسی بات کا علم نہیں ہے' تو پہلے شخص کے لیے شرعاً اس گھر میں آنا جانا اور تھوڑا بہت تصرف کرنا جائز ہے، جب کہ دوسرے شخص کو چونکہ صاحب خانہ کی رضامندی کا علم نہیں ہے لہٰذا شرعاً وہ گھر والے کی اجازت کے بغیر اس کے گھر میں داخل ہوسکتا ہے اور نہ ہی کوئی تصرف کرسکتا ہے۔ سو خضر علیہ السلام کا کشتی میں سوراخ کرنا اور بچے کو قتل کرنا وغیرہ اسی انداز کا ایک واقعہ ہے۔ ②

① یہاں سے تفصیل سے خضر علیہ السلام کا قصہ شروع ہو رہا ہے۔ کیونکہ یہی ایک واقعہ ہے جس سے صوفیہ اپنی طریقت اور کتاب وسنت سے اختلاف کا راستہ نکالتے ہیں جیسا کہ مقدمہ میں اس کی وضاحت کردی گئی ہے۔

② مجموع الفتاویٰ لابن تیمیه: 426/11، شیخ احمد بنانی کے کچھ تصرف کے ساتھ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خضر علیہ السلام کا واقعہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی نظر میں

خضر علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کا قصہ قرآن مجید کی سورۃ کہف میں بیان ہوا ہے۔ یہ قصہ اس چیز کی وضاحت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے مختلف بندوں کو کسی ایسی خصوصیت سے نوازتے ہیں جن سے دوسرے افراد محروم ہوتے ہیں مثلاً کسی کو بادشاہت، کسی کو حکمت اور کسی کو علم یا اپنے کسی اور ارادے کے ساتھ خاص کر دینا۔ یہ بات بھی ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ کوئی مقرب فرشتہ ہو یا کوئی نبی، سب کا علم، بادشاہت اور ارادہ محدود ہی ہوتا ہے اور کسی بھی نبی یا فرشتے کے بس میں یہ نہیں ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے علم و بادشاہت وغیرہ کی مقرر کردہ حد سے تجاوز کر سکے اور بلا شبہ اللہ جس کو چاہتا ہے، جہاں چاہتا ہے، جتنا چاہتا عطا فرما دیتا ہے۔

اوّلاً:......صوفیہ میں سے جو لوگ اپنے شیخ اور اس کے مرتبے اور طریقہ تعلیم کو خضر علیہ السلام پر قیاس کرتے ہیں تو یہ قیاس مع الفارق ① ہے، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ جس شیخ کی اطاعت کو وہ مرید کے لیے فرض قرار دیتے ہیں وہ شیخ بھی تو نبی ﷺ کی اطاعت کرنے کا مکلّف، جبکہ خضر علیہ السلام ایسے شخص تھے جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے نوازا اور انھیں اپنی طرف ② سے علم عطا فرمایا تھا۔ ③ (وہ موسیٰ علیہ السلام

---

① ایک چیز کو دوسری چیز پر ایسے قیاس کیا جائے کہ دونوں میں موجود علت وغیرہ میں یکسانیت نہ پائی جائے البتہ تھوڑی بہت مشابہت پائی جا رہی ہو۔

② یہ جو اپنی طرف سے «من لدنہ» کے الفاظ ہیں ان سے بعض صوفیہ نے یہ عقیدہ گھڑ لیا کہ ایک علم عام ہوتا ہے جس کو لوگ اپنے استاد سے سیکھتے ہیں اور ایک ''علم لدنی'' ہوتا ہے جس کو بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے سیکھا جاتا ہے اور ہمارے شیوخ کے پاس یہی ''علم لدنی'' ہی ہوتا ہے۔ مزید وضاحت کے ساتھ وہ یہ کہتے ہیں کہ لوگوں یعنی محدثین کے پاس کتاب وسنت کا علم ہے جو ایک کے بعد دوسرے کی طرف منتقل ہوتا =

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی شریعت کے مکلّف نہیں تھے) جیسا کہ قرآن مجید کی آیت میں موجود ہے۔
اب کہاں یہ صوفی شیخ اور کہاں ایک ایسا شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے امتیاز عطا فرمایا اور ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں آیات نازل فرمائیں ہوں کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے پابند نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو براہ راست اپنی طرف سے علم [1] عطا فرمایا۔

ثانیاً: ...... خضر علیہ السلام اور صوفیوں کے شیخ کے درمیان مذکورہ بالا فرق بہت بڑا فرق ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی سامنے رہے کہ موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام کی اندھا دھند تقلید پر مأمور نہیں تھے جیسا کہ مرید اپنے پیروں اور شیوخ کی اندھا دھند تقلید پر مجبور ہوتے ہیں۔ بلکہ موسیٰ علیہ السلام تو خضر علیہ السلام سے اختلاف اور ان سے بہت زیادہ سوال و جواب کرتے تھے جیسے آیات کریمہ میں مذکور ہے کہ کشتی میں سوراخ کرنے پر موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام سے اختلاف کرتے ہوئے کہا:

﴿اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ﴿٧١﴾﴾۔

الکہف: 71

”تو نے کشتی کو پھاڑ دیا ہے تا کہ تو سواروں کو غرق کر دے؟ یقیناً تو نے بہت

= رہتا ہے جب کہ ہمارے پاس علم لدنی ہے جو ہمیں براہ راست اللہ کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔

③ راجح تحقیق کے مطابق سیدنا خضر علیہ السلام اللہ کے نبی تھے جیسا کہ قرآن حکیم میں بھی اس طرف اشارہ موجود ہے۔ دیکھیے: (الکہف: 65، 82) مزید تفصیل آگے آرہی ہے۔

① یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ کیا موسیٰ علیہ السلام کے پاس جو علم تھا وہ اللہ کا عطا کردہ نہیں تھا؟ یقیناً اللہ کا عطا کردہ ہی تھا تو پھر خضر علیہ السلام کی کیا خصوصیت؟ فرق بس اتنا تھا کہ جن باتوں کا علم اللہ تعالیٰ نے خضر علیہ السلام کو عطا فرمایا تھا وہ موسیٰ علیہ السلام کو نہیں تھا۔ ممکن ہے خضر علیہ السلام کو بھی بہت سی ایسی باتوں کا علم نہ ہو جن کا علم موسیٰ علیہ السلام کو تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑا کام کردیا۔''

اسی طرح بچے کے قتل پر انہوں نے خضر علیہ السلام سے سخت اختلاف کیا:

﴿اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ۭ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا﴾۔

(الکھف: 74)

''کیا تو نے ایک بے گناہ جان کو کسی جان کے بدلے کے بغیر قتل کردیا؟ بلاشبہ تم ایک بہت برے کام کے مرتکب ہوئے۔''

اسی طرح خضر علیہ السلام نے اس بستی میں جہاں ان کی مہمان نوازی نہیں کی گئی تھی 'دیوار کو بغیر کسی اجرت کے مرمت کردیا تو اس پر بھی موسیٰ علیہ السلام نے اختلاف کیا اور کہا:

﴿لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا﴾۔ (الکھف: 77)

''اگر آپ چاہتے تو (دیوار کی مرمت پر) اجرت بھی لے سکتے تھے!۔''

ان تمام باتوں کے بعد موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام کو چھوڑا نہیں یہاں تک کے انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو ان کاموں کی حکمت سے آگاہ کردیا جو انہوں نے کیے تھے۔

کیا اس قصہ میں موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام کی ایسی اندھی تقلید کررہے تھے جو تقلید صوفیہ اپنے مریدوں سے طلب کرتے ہیں؟

اس قصہ میں یہ دلیل کہاں ہے کہ ایک پیر اپنے مرید سے اندھی تقلید کا مطالبہ کرسکتا ہے؟ البتہ زیادہ سے زیادہ کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جو بار بار خضر علیہ السلام سے اختلاف کررہے تھے تو وہ موسیٰ علیہ السلام کی خطا تھی!

مگر یہ بات قرآن نے نہیں کہی اور یہ سوچا بھی نہیں جاسکتا ہے کہ ایک نبی بار بار خطا کرسکتا ہے اور ملاقات کی ابتدا میں جو خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ:

﴿اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾۔ (الکھف: 67)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"بلاشبہ آپ قطعاً میرے ساتھ صبر نہیں کر پاؤ گے۔"

اس سے مراد یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو جس شریعت[1] کا پابند کیا گیا اس کی بنا پر موسیٰ علیہ السلام ایسی باتوں پر ضرور اختلاف کریں گے جو معروف نہیں ہیں اگرچہ وہ خضر علیہ السلام سے ہی کیوں نہ صادر ہوں اور خلاف شرع امور پر اختلاف تو ایک سلیم الفطرت شخص کی صفت ہوتی ہے۔ لیکن جونہی خضر علیہ السلام ان کو اس عمل کے راز سے آگاہ کرتے ہیں تو موسیٰ علیہ السلام فوراً جان لیتے ہیں کہ یہ امور اللہ کے حکم سے صادر ہوئے ہیں نہ کہ ایک ایسے بندے سے جو کسی کی رشد وہدایت یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔ اس طرح موسیٰ علیہ السلام کا انکار، انکار نہیں رہتا، بلکہ اس امر کی حقیقت سے آگاہی کے بعد سرِ تسلیم خم کرنا بن جاتا ہے۔

یہی وجہ تھی کہ خضر علیہ السلام نے ملاقات کے اختتام پر موسیٰ علیہ السلام سے کہا:

﴿وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ اَمْرِيْ ؕ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا﴾ (الکھف: 82)

"یہ سب میں نے اپنی مرضی سے نہیں کیا، بلکہ یہ تو ان چیزوں کی حقیقت تھی جن پر آپ صبر کی طاقت نہیں رکھ پائے۔"

اس پورے قصے کی وضاحت کے بعد یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ قصہ تو صوفیہ کے خلاف دلیل بنتا ہے نہ کہ ان کے حق میں۔ صوفیہ اس قصہ سے یہ بات اخذ کرتے ہیں کہ اگر پیر یا شیخ خلاف شرع کام کرتے نظر آئیں تو مرید قطعاً اس کا انکار نہیں کر سکتے یعنی اس کو برا گمان نہیں کر سکتے۔ یہ سوچ فساد اور گمراہی کی انتہا ہے۔ العیاذ باللہ.

---

[1] شریعت سے مراد کوئی الگ شریعت نہیں بلکہ یہ تمام شریعتوں میں بات پائی جاتی ہے کہ کسی کو ناحق قتل نہیں کرنا، کسی کا نقصان نہیں کرنا وغیرہ اور انہیں باتوں پر موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام سے اختلاف کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے واضح کیا کہ اس قصہ میں کچھ بھی خلاف شریعت نہیں ہے۔ اور ایسی مثالیں کثرت سے ملتی ہیں کہ کسی شخص کو ایک چیز کا علم ہوتا ہے اور دوسروں کو اس کے بارے کوئی معلومات نہیں ہوتیں اور کبھی ایک شخص کو ایک بات کا علم بالکل نہیں ہوتا جس سے باقی تمام لوگ آگاہ ہوتے ہیں۔

اگر شریعت اسلامیہ کے حوالے سے بات کی جائے تو اس کی کوئی بھی چیز (علماء کی خصوصیت کے بغیر) عام مؤمنوں پر بھی پوشیدہ نہیں ہے، اگر ایک یا اس سے زیادہ اشخاص شریعت اسلامیہ کی کسی بات سے لاعلمی اور جہالت کی بنا پر ایسی چیزوں کا انکار کرتے ہیں جو تمام مؤمنوں اور علماء کے نزدیک معلوم شدہ ہیں تو ایسے لوگوں کے انکار کا کوئی اعتبار نہیں [1] کیا جائے گا۔

اگر کوئی شخص یا جماعت دین میں تاویل کرتے ہوئے، یہ دعویٰ کرے کہ ہمارے پاس کوئی خاص علم ہے، ایسی چیز پیش کرے جس کا انکار عام مؤمن اور علماء کرتے ہوں تو ایسی چیز کو قطعاً تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ دین کے احکامات وقواعد تو ثابت شدہ ہیں اور رسالت کا سلسلہ محمد ﷺ پر ختم کیا جا چکا اور ان کی زندگی میں ہی رسالت کو مکمل کیا جا چکا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾۔ (المائدۃ: 3)

---

[1] جیسا کہ صوفیہ نے کہا کہ ہمارے پاس جو علم لدنی ہے اس کو عام مؤمن بلکہ علماء تک بھی نہیں جانتے، اور جو واضح باتیں یعنی شریعت کے احکام عام لوگ اور اہل علم جانتے ہیں اس کا وہ یہ کہہ کر انکار کر دیتے ہیں کہ یہ شریعت ہے جب کہ ہم طریقت کی راہ چلنے والے لوگ ہیں۔ تو ان کی ایسی کسی بات کا عقلاً اور نقلاً کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''آج کے دن میں نے تمہارے لیے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو تمام کر دیا اور اسلام کو تمہارے لیے بطور دین پسند کر لیا۔''①

① (احمد بنانی کی تالیف "مؤقف الإمام ابن تیمیه من التصوف والصوفية" کچھ تصرف کے ساتھ، ص: 216، 222)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علماء خضر علیہ السلام کی نبوت کو راجح قرار دیتے ہیں ①

علامہ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ اپنی تفسیر "أضواء البيان في أيضاح القرآن بالقرآن" جلد 4 صفحہ 158 پر لکھتے ہیں:

''اہل علم کا اس میں اختلاف ہے کہ خضر علیہ السلام نبی تھے، رسول تھے، یا ولی تھے؟ دلائل کو پرکھنے سے جو چیز زیادہ ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ رحمت اور علم لدنی یہ دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ نے خضر ﷺ کو بذریعہ نبوت اور وحی عطا فرمائی تھیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ۚ﴾- (الكهف: 82)

''میں نے یہ سب اپنے تصرف سے نہیں کیا۔''

یعنی میں نے یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا ہے اور اللہ کا حکم صرف وحی کے ذریعے ہی ثابت ہوتا ہے کوئی اور ایسا راستہ نہیں جس کے ذریعے اللہ کے اوامر اور نواہی کو پہچانا جا سکے۔ خاص طور پر (ظاہری طور پر) کسی معصوم جان کو قتل کرنا اور کشتی میں سوراخ کر کے اس کو عیب دار کر دینا۔ کیونکہ یہ خاص قسم کا تصرف جو کہ ظلم ہی معلوم ہوتا صرف اور صرف اللہ کی طرف سے وحی کے ذریعے ہی درست ہو سکتا۔

شیخ شنقیطی رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

''جس شخص کو دین کی ہلکی سی سوجھ بوجھ بھی ہے تو اس سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر اور نواہی کا علم اور اللہ کے قرب کے ذرائع صرف

① اس میں اختلاف ہے کہ خضر علیہ السلام نبی تھے یا ایک عام انسان جسے اللہ تعالیٰ نے علم سے نواز رکھا تھا؟ ذیل میں اہل علم کا راجح موقف ذکر کیا جا رہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اورصرف وحی کے ذریعے سے ہی معلوم کیے جاسکتے ہیں۔اگر کوئی شخص یہ کہے کہ مجھے اس چیز کی کوئی ضرورت نہیں ہے جو چیز اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کے لیے پسند (یعنی اسلام بطوردین) کی ہے اور جو چیز انبیاء ورسل علیہم السلام لوگوں کے لیے لے کرآئے ہیں۔اگر چہ یہ شخص کسی ایک مسئلہ کے بارے میں ہی اس طرح کی سوچ رکھے، اس کے زندیق اور ملحد ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔اور ہماری اس بات پر بے شمار آیات اور احادیث دلالت کرتی ہیں۔“

سو مذکورہ نکات کے ذریعے آپ یہ بات جان گئے ہوں گے کہ بہت سے لوگ جو تصوف کا دعویٰ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کے کچھ ایسے شیوخ ہیں جوایسی باطنی چیزیں جانتے ہیں جو اللہ کی منشاء کے مطابق ہوتی ہیں'اگر چہ وہ ظاہری طور پر شریعت کے مخالف ہی کیوں نہ ہوں جیسا کے خضر علیہ السلام نے جو کام کیے وہ بھی ظاہری طور پرموسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے مخالف تھے۔توایسی باتیں کرنے والے لوگ یہ دعویٰ کر کے کہ ہمارے شیوخ کے باطنی امور ظاہر کے مخالف ہوتے ہیں' زندیقیت کی راہیں کھول رہے ہیں اور دین اسلام کی رسی کوتار تار کر دینا چاہتے ہیں۔

چنانچہ آپ کو جان لینا چاہیے کہ خضر علیہ السلام کا بچے کو قتل کرنا اور کشتی میں سوراخ کرنا اس آیت کے تناظر میں

﴿وَمَا فَعَلْتُهُۥ عَنْ أَمْرِى ۚ﴾ ۔ (الکھف: 82)

”یہ سب کچھ میں نے اپنی طرف سے نہیں کیا۔“

ان کی نبوت پر بڑی واضح دلیل ہے۔

امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر میں اکثر اہل علم کی طرف خضر علیہ السلام کی نبوت کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قول منسوب کیا ہے اور پھر موسیٰ علیہ السلام کا خضر علیہ السلام کے سامنے بڑے احترام سے علم سیکھنے کی درخواست کرنا بھی اس بات کی تائید کر رہا ہے کہ وہ نبی ہی تھے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کا یہ قول:

﴿هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا﴾۔ (الکھف: 66)

''کیا اس شرط پے میں آپ کے ساتھ چل سکتا ہوں کہ آپ وہ رشد بھلائی سکھا دیں جو آپ کو سکھائی گئی ہے؟۔''

مزید براں موسیٰ علیہ السلام کا یہ کہنا:

﴿سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِیْ لَكَ اَمْرًا﴾۔ (الکھف: 69)

''اللہ نے چاہا تو آپ مجھے عنقریب صبر کرنے والا ہی پائیں گے اور میں آپ کے حکم کی نافرمانی بھی نہیں کروں گا۔''

پھر اس کے ساتھ خضر علیہ السلام کا یہ قول:

﴿وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا﴾۔ (الکھف: 68)

''جو چیز آپ کے احاطہ علم میں نہیں ہے آپ اس کے بارے کیسے صبر ① کریں گے؟۔''

امام قرطبی اپنی تفسیر ''الجامع لاحکام القرآن'' 11/ 17، 37 میں لکھتے ہیں:

''اکثر اہل علم کے نزدیک خضر علیہ السلام نبی تھے۔ایک قول کے مطابق وہ نبی نہیں تھے بلکہ نیک بندے تھے۔مگر آیت کریمہ اس بات پر شاہد عدل ہے کہ وہ نبی ہی تھے کیونکہ جو افعال ان سے سرزد ہوئے ان کا وقوع صرف وحی

① یعنی آپ کے علم میں نہیں ہے بلکہ مخالف ہوگی آپ اس پہ کیسے صبر کریں گے؟۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ذریعے ہی ممکن ہوسکتا ہے۔"

پھر ان کا یہ کہنا:

﴿وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ اَمْرِيْ ۭ﴾۔ (الکهف: 82)

"میں نے یہ سب اپنی اختیار سے نہیں کیا۔"

یہ بھی ان کی نبوت کے قول کو ہی پختہ کر رہا ہے کہ یقیناً ان کو وحی کے ذریعے مکلّف بھی بنایا گیا تھا اور کچھ احکامات بھی ان کو دیئے گئے تھے جیسا کہ بہت سے انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ بھی یہ معاملہ کیا گیا حالانکہ وہ رسول نہیں تھے۔" واللہ اعلم۔

باقی رہی یہ بات کہ جس کا بعض صوفیہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ خضر علیہ السلام ابھی تک زندہ ہیں! تو میں کہتا ہوں کہ یہ سراسر باطل قول ہے جس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

﴿وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۭ اَفَاۡىِٕنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ۝۳۴﴾۔ (الأنبياء: 34)

"اور آپ سے پہلے ہم نے کسی بشر کے لیے دوام اور ہمیشگی نہیں رکھی۔ تو کیا پس جب آپ فوت ہو جائیں گے تو کیا یہ لوگ ہمیشہ زندہ رہیں گے؟۔"

اور خضر علیہ السلام بھی بشر تھے سو ان کو زندگی کا دوام کیونکر مل سکتا تھا؟۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہم میلاد النبی ﷺ منا سکتے ہیں؟

ایک مؤمن پر جن چیزوں کا پختہ اعتقاد رکھنا ضروری ہے ان میں سے ایک چیز یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی محمد ﷺ کو مبعوث کر کے دین کو مکمل کر دیا ہے اور آپ کو رسالت دے کر اپنی نعمت کو تمام کر دیا ہے اور بلاشبہ کسی بھی شخص کے لیے یہ گنجائش نہیں چھوڑی گئی کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد دین میں کسی قسم کی کمی یا زیادتی کی جسارت کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾۔ (المائدۃ: 03)

''آج کے دن میں نے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا اور اپنی نعمت کو تم پر تمام کر دیا اور اسلام کو بطور دین تمہارے لیے پسند کر لیا۔''

نبی ﷺ نے فرمایا:

((قَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا، لَا يَزِيغُ عَنْهَا بَعْدِي إِلَّا هَالِكٌ)). ①

''میں نے تمہیں ایک ایسی روشن راہ پہ چھوڑا ہے کہ جس کی راتیں بھی دن کی طرح روشن ہیں اور جو اس راہ سے ہٹنے کی کوشش کرے گا ہلاک ہوگا۔''

اس لیے ہر مؤمن کے لیے جو کہ راہ نجات پر چلنے کی خواہش رکھتا ہو، لازم اور فرض ہے کہ

---

① **إسناده صحيح**: سنن ابن ماجه، كتاب السنة، باب إتباع سنة الخلفاء الراشدين المهديين 43. مسند أحمد: 126/4

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ خود کو اور اپنی عبادات کو اسی دائرہ میں محدود رکھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی زبان سے بطور شریعت مقرر فرمایا اور وہ قطعاً اپنے لیے، کسی اور کے لیے، چاہے وہ کوئی بھی ہو اللہ کے دین میں شریعت سازی کو پسند نہ کرے اور نہ ہی اپنی عقل اور خواہشات کے مطابق کسی ایسی چیز کو مستحب قرار دے جس کا اللہ نے حکم نہیں دیا۔

چنانچہ حق کو چاہنے والا اور سنت سے محبت رکھنے والا کوئی بھی عبادت مثلاً میلاد یا اسی طرح کا کوئی بھی کام نہیں کرتا مگر اس میں اللہ کے حکم اور اس کی دی ہوئی راہنمائی کو تلاش کرتا ہے۔ خاص طور پر جب کہ اس کی نیت کسی عمل کے ساتھ عبادت اور طلبِ اجر کی ہو۔

مذکورہ بحث سے ہم اہل علم کی اصطلاح ''توقیفی عبادات''[1] کے مفہوم کو بھی سمجھ سکتے ہیں کہ ان عبادات میں عقل کے ذریعے شریعت سازی یا مستحسن یا قبیح ہونے کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ اس کے بارے میں بے شمار دلائل ہیں جن میں سے چند ایک پیش خدمت ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ﴾۔ (الشوریٰ: 10)

''اور کسی بھی چیز میں جب تم باہم اختلاف کر بیٹھو تو اس کا حکم اللہ کی طرف

---

[1] یہ وقف سے نکلا ہے جس کا معنی رکنا ہوتا ہے۔ تو ''عبادات توقیفی'' یعنی ایسی عبادات جن کا طریقہ بیان کر دیا گیا ہے سو اسی پر رکا جائے گا اور ان میں کسی قسم کا ردوبدل نہیں کیا جا سکتا۔ جیسے نبی ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم نے تشہد میں «أیها النبی» نکال دینے یا تبدیل کر دینے کا مشورہ کیا تھا کہ اب تو نبی ﷺ نہیں ہیں تو مخاطب کا صیغہ کیونکر استعمال کیا جائے؟ تو پھر آخر کار یہ ہی فیصلہ ہوا کہ عبادات توقیفی ہوتی ہیں ان میں ردوبدل نہیں کیا جا سکتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوٹا دو۔"

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ﴾۔ (آل عمران: 31)

"کہہ دیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو تو اللہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو بھی معاف کر دے گا۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ». ①

"جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی چیز نکالی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود اور ناقابل قبول ہے۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی ہے:

«وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ». ②

"دین میں نئی چیزیں پیدا کرنے سے بچو، یقیناً دین میں ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"

مجھے امید ہے کہ آپ ناطقِ وحی، جو کہ دین اور شریعت میں اپنی منشاء کے ساتھ نہیں

---

① صحیح بخاری کتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا علی صلح الجور...... 2697، صحیح مسلم، کتاب الاقضية،باب نقض الاحكام الباطلة۔۔۔1718و اللفظ له

② **إسناده صحيح**: سنن أبی داؤد کتاب السنة، باب فی لزوم السنة: 4607 و اللفظ له سنن ترمذی، کتاب العلم ،باب ماجاء فی الأخذ بالسنة واجتناب البدع: 2676، مسند أحمد: 126/4

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بولتے، کی زبان اقدس سے وحی کی روشنی میں نکلے ہوئے ان کلمات (کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة) پر رک کے ضرور سوچیں گے اور آپ پر قطعاً مخفی نہیں رہے گا کہ لفظ ''کل'' ایک ایسا لفظ ہے جو عام ہے اور جو کہ بغیر کسی استثناء کے تمام بدعات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے: (اتبعوا ولا تبتدعوا فقد کفیتم).③

''اتباع کی راہ چلو پر اور بدعات مت نکالو یہ چیز تمہیں کفایت کر جائے گی۔''

اے میرے مؤمن بھائی! اگر آپ نے مذکورہ بالا قاعدہ سمجھ لیا ہے اور اس کو صدق دل سے تسلیم کر لیا ہے تو اب آپ کے لیے یہ بات ناممکنات میں سے نہیں ہے کہ آپ اپنے ہر عمل کو اس میزان میں تولیں اور جان لیں کہ کیا یہ عمل مشروع ہے یا نئی چیز؟ کیا یہ سنت ہے یا بدعت؟

سید المرسلین، رحمۃ للعالمین، خاتم الانبیاء، ہمارے حبیب اور امام، ہمیں سیدھے راستے کی راہنمائی دینے والے رہبر و رہنما، قیامت کے دن وضو کے اثر سے روشن اعضاء والوں کے سردار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر ان کی پیدائش کی خوشی میں جو ''میلاد'' منایا جاتا ہے۔ ہم اس کو بھی مذکورہ معیار پر پرکھیں گے اور عدل وانصاف اور ہر تعصب و خواہش اور بشری میلانات سے ہٹ کر اس کو شریعت کے ترازو میں تولیں گے اور اس کو کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کریں گے، وہ سنت کہ جس کے بارے میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

③ **إسناده ضعيف**: سنن الدارمي، باب في كراهية أخذ الرأي: 65/1؛ المعجم الكبير للطبراني: 154/9؛ شعب الإيمان للبيهقي: 407/2 فصل في تعظيم القرآن: 2216۔ اس میں اعمش اور حبیب بن ابی ثابت مدلس راوی ہیں اور سماع کی تصریح موجود نہیں ہے۔ نیز دیکھیے: السلسلة الضعيفة للألباني: 551/1

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

«فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا [وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ] وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ». ①

''یقیناً سب سے بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور سب سے بہترین راہنمائی محمد ﷺ کی راہنمائی ہے۔ سب سے برے کام وہ ہیں جو دین میں نئے ایجاد کیے جائیں اور دین میں ایجاد کیا جانے والا ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی کی طرف لے جانے والی ہے۔''

اسی ہادی عالم ﷺ نے ہمیں یہ بھی وصیت فرمائی کہ ہم بہترین اور سب سے عمدہ لوگوں کی ہدایت و راہنمائی کو مضبوطی سے تھام لیں۔ آپ کا فرمان ہے:

«خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ». ②

''بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ ③ ہیں اس کے بعد ان لوگوں کا

---

① صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب تخفیف الصلاۃ و الخطبۃ: 867، (وکل محدثة بدعة) کے الفاظ صحیح مسلم کے نہیں ہیں بلکہ (سنن النسائی، کتاب صلاۃ العیدین، باب کیف الخطبۃ: 1578) کے ہیں۔

② صحیح بخاری، کتاب الشهادات، باب لا یشهد علی شهادة جور اذا اشهد: 2652، 3651، 6429، صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب فضل الصحابة رضی اللّٰہ عنهم۔۔۔: 2533

③ وہ لوگ مراد ہیں جنھوں نے نبی ﷺ کی دعوت پر لبیک کہا اور پھر اس پر اپنی جان و مال کے ساتھ موت تک ڈٹے رہے یہ سب سے بہترین لوگ ہیں جن کو ''اصحاب رسول ﷺ'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے پھر ان کے بعد وہ لوگ جنھوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقے پر نبی ﷺ کی راہنمائی کو قبول کیا اور اسی پر جان دی جن کو ہم ''تابعین'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس کے بعد وہ لوگ جو اسی سابقہ معیار کے ساتھ اپنی موت تک دین پر چلتے رہے جن کو ''تبع تابعین'' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ مذکورہ بالا حدیث میں ایسے ہی تین قسم کے لوگوں کا ذکر ہو رہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درجہ ہوگا جو ان کے بعد ہوں گے پھر ان لوگوں کا درجہ ہے جو ان کے بعد ہوں گے۔''

اور اللہ ہی وہ ذات ہے جس سے یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ اے اللہ! ہمیں حق کی راہ دکھا اور پھر اس کی اتباع کی توفیق بھی عطا فرما اور ہمارے سامنے باطل کی بھی نشاندہی کردے اور پھر اس سے بچنے کی توفیق بھی عنایت فرمادے۔

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کی ابتدا:

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "البداية والنهايه" (172/11) میں ذکر کیا ہے کہ سلطنت فاطمیہ عبیدیہ جو کہ ''عبیداللہ بن میمون القداح'' یہودی کی طرف منسوب ہے جس نے [357ھ تا 567ھ] مصر پر حکومت کی۔ اس نے بہت سے دنوں کی مناسبت سے جیسی بدعات کی ابتدا کی ان میں سے ایک بدعت ''میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کے نام پر لوگوں کو اکٹھا کر کے اس کو میلے کی طرح منانے کی بھی ہے۔ امام مقریزی نے اپنی کتاب "المواعظ والاعتبار" (490/1) میں بھی یہی بات ذکر کی ہے۔

مملکت مصر کے معروف مفتی شیخ محمد بخیت المطیعی نے اپنی کتاب "احسن الكلام فيما يتعلق بالسنة والبدعة والأحكام" (ص44،45) میں لکھا ہے اور اس کی تائید شیخ علی محفوظ نے اپنی بہترین کتاب "الابداع فی مضار الابتداع" (ص44،45) میں کی ہے اور اس کے علاوہ بھی کئی ایک علماء نے اس قول کی تائید کی ہے کہ سب سے پہلے یہ بدعت شروع کرنے والے[1] زندیق اور رافضی

[1] خیر القرون میں سب سے پہلے صحابہ رضی اللہ عنہم کا دور ہے، اور ان میں بھی سب سے قریب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر صدیق وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم اجمعین تھے، آیئے دیکھتے ہیں کیا ان لوگوں نے یہ دن منایا؟ اس دن میں کوئی خاص اہتمام کیا؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبیدی تھے جو عبداللہ بن سبا کی ذریت میں سے ہیں، یہ کسی طور بھی ممکن نہیں کہ انہوں نے میلاد کے نام پر یہ بدعت نبی ﷺ کی محبت میں ایجاد کی ہو بلکہ اس کے پیچھے کوئی دوسری غرض پوشیدہ تھی۔①

① فاطمی دورِ حکومت کے بغور مطالعہ سے ایسی مجالس کے انعقاد میں ان کی کئی ایک اغراض پوشیدہ ہو سکتیں ہیں مثلاً لوگوں کو کتاب وسنت سے پھیرنا، لوگوں کے دلوں میں عقیدت کے نام پر اپنے لیے نرم گوشہ پیدا کرنا تاکہ وہ اپنی خرافات کی طرف لوگوں کو مائل کرسکیں، اسی چیز کی آڑ میں علی رضی اللہ عنہ کی امامت وخلافت اوران کے بارے میں ان کے کتاب وسنت سے ہٹے ہوئے عقائد کی ترویج کرنا وغیرہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام میں عید میلاد کا حکم

میلاد کے متعلقہ سابقہ باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ تمام کی تمام بھلائی نبی ﷺ کی اتباع اور خیر القرون کے نہج پر چلنے میں ہے۔ چنانچہ جو بھی اللہ کے تقرب کے لیے عبادت کے نام پر کوئی بھی ایسی چیز شروع کرتا ہے جو ان مبارک اور فضیلت والے ادوار میں نہیں تھی تو اس کی یہ عبادت مردود ہوگی اور اس کو اس کا بوجھ اور گناہ اٹھانا پڑے گا، خواہ وہ اس میں کتنا ہی مخلص کیوں نہ ہو اور اس میں کتنی ہی طاقت اور کوشش اس میں کیوں نہ صرف کردے۔

قابل احترام قارئین! میلاد کے نام پر اس جشن کی ابتدا کب اور کہاں سے ہوئی، آیئے اس بارے میں مزید کچھ چیزیں دیکھتے ہیں:

1...... یہ میلاد اللہ کے رسول ﷺ نے منایا نہ خلفاء راشدین نے، نہ ہی صحابہ رضی اللہ عنہم نے اور نہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے نہج پر چلنے والے تابعین عظام رحمہم اللہ نے اپنے بہترین زمانے میں، حالانکہ یہ لوگ اپنے بعد آنے والے تمام لوگوں میں سب سے بڑھ کر سنت کے عالم اور سب سے بڑھ کر نبی ﷺ سے محبت رکھنے والے اور سب سے بڑھ کر آپ کی شریعت کی اتباع کرنے والے تھے۔ اگر اس کام میں خیر اور بھلائی ہوتی تو یہ لوگ ضرور اس کام کی طرف سبقت[1] لے جاتے۔

---

[1] یہاں شاید کوئی عقلمند یہ بات کردے یا ذہن میں سوچے کہ ہوسکتا ہے ان لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات نہ آئی ہو؟ صد افسوس ہے اس شخص کی عقل پر جو یہ بات کہتا ہے باوجود اس کے کہ وہ جانتا ہے کہ یہ لوگ نبی ﷺ کی محبت واحترام میں اس قدر سبقت لے جانے والے تھے کہ آپ کے وضو تک کا پانی زمین پر نہ گرنے دیتے، آپ کے بال مبارک تک محفوظ کرلیا کرتے تھے، جیسا کہ صحیح بخاری: 2731 وغیرہ میں ہے...... ایسے لوگوں کے بارے میں یہ گمان کیسے کیا جاسکتا ہے کہ ان لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات نہ آئی ہوگی! یا للعجب!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2......آپ یہ بھی معلوم کر چکے ہیں کہ یہ کام سب سے پہلے چوتھی صدی ہجری میں شروع ہوا اور اس کی ابتدا کرنے والے فاطمی زندیق اور رافضی لوگ تھے۔

3......اس میں نصاریٰ کی مشابہت بھی ہے کیونکہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کا میلاد [1] مناتے ہیں اور ہمیں اپنی عیدوں میں ان کی مشابہت اور تقلید سے روکا گیا ہے۔

4......میلاد اور اس طرح کی مزید بدعات کو رواج دینے والے لوگوں کے ذہنوں میں گویا یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دین کو اس امت کے لیے مکمل نہیں کیا اور نہ ہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے امت تک مکمل طور پر وہ چیز پہنچائی ہے جس پر وہ عمل کرتے، اور خیرالقرون میں صحابہ رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد تابعین رحمہم اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ قدرومنزلت نہیں پہچانی جو بعد میں آنے والوں نے میلاد منا کر پہچانی۔ایسا اعتقاد صرف اور صرف کوئی زندیق ہی رکھ سکتا جو کہ دین سے نکل چکا ہو۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمادیا تھا:

«مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ اَنْ يَّدُلَّ اُمَّتَهٗ عَلٰى خَيْرِ مَا يَعْلَمُهٗ لَهُمْ». [2]

---

[1] "Christmas day" کرسمس ڈے کے نام پر یہ لوگ جو خوشیاں مناتے ہیں وہ اصل میں عیسیٰ علیہ السلام کے میلاد یعنی ان کی پیدائش کی خوشی ہے۔بہت سے مسلمان بھی نصاریٰ کو ان کی عید پر مبارک باد دیتے نظر آتے ہیں اور یہ سوچنے کی زحمت بھی نہیں کرتے کہ یہ جو لوگ عیسیٰ علیہ السلام کا "Birth day" پیدائش کا دن منا رہے ہیں، یہ ان کے عقیدہ کے مطابق کیا ہے؟ وہ ظالم عیسیٰ علیہ السلام کا باپ (نعوذ باللہ) اللہ کو قرار دیتے ہیں۔گویا ہمارے مسلمان یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ "مبارک ہو اللہ کے ہاں آج کے دن بیٹا پیدا ہوا تھا" العیاذ باللہ ﴿سبحانه و تعالى عما يقولون علوا كبيرا﴾ (الاسراء:43)

[2] صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب وجوب الوفاء ببيعة الخليفة الأول فالأول:1844 صحیح مسلم میں شروع کے الفاظ (إنه لم يكن نبي قبلي الا) کے ساتھ ہیں لیکن [صحیح بخاری:4402] اور مسند احمد[2/135] وغیرہ میں (ما بعث الله من نبي) کے الفاظ موجود ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی مبعوث کیا اس پر یہ فرض تھا کہ وہ اپنی امت کی راہنمائی اس بھلائی کی طرف ضرور کرے جس کو وہ جانتا ہو۔‘‘

ہمارے نبی محمد ﷺ انبیاء علیہم السلام میں سب سے افضل ہیں۔ اور خاتم الانبیاء بھی ہیں اور دین اور نصیحت کو ان سب سے بڑھ کر پہنچانے والے بھی ہیں۔ اگر میلاد دین ہوتا تو نبی ﷺ ضرور اپنی امت کو اس سے آگاہ کر دیتے، یا اپنی زندگی میں خود اس پر عمل کر کے دکھا دیتے یا آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم آپ کے سامنے ① اس پر عمل پیرا ہوتے۔

اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ نبی ﷺ نے تواضع وانکساری کے پیش نظر خود میلاد نہیں منایا تو درحقیقت وہ شخص نبی ﷺ پر طعن کرنے کی جسارت کر رہا ہے۔ کیونکہ یہ تواضع وانکساری نہیں بلکہ ایک بھلائی کے کام کو امت سے چھپانا ہے اور ایسا نبی ﷺ کیسے کر سکتے تھے؟ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ ایسی ہر چیز سے مبرا ہیں۔ اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بھی طعن ہے، وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کہ جن کو خود ان کے رب نے پاک کیا، کہ وہ نبی ﷺ کے میلاد کو نہ منا کر آپ کی شان میں کمی کے مرتکب ہوئے یا پھر وہ لوگ اس بابرکت فعل کو سمجھ ہی نہ سکے۔ حالانکہ کیا ہی اچھے وہ لوگ تھے اور کیا ہی خوب اتباع کرنے والے تھے!۔

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

(كل عبادة لم يتعبدها أصحاب رسول الله ﷺ فلا تتعبدوها فإن الأول لم يدع للآخر مقالا). ②

---

① کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نبی ﷺ کے سامنے کوئی عمل کرنا اور آپ کا خاموش رہنا بھی سنت کا ایک حصہ ہے۔ جس کو ’’سنت تقریری‘‘ کہا جاتا ہے یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایسا عمل جس کو نبی ﷺ نے برقرار رکھا ہو۔

② **ضعيف**: الإعتصام للشاطبي: 386/1؛ السلسلة الضعيفة للألباني: 551/1، ح: 372۔ اس کی کوئی سند نہیں مل سکی، واللہ اعلم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’جس چیز کو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عبادت نہیں بنایا تم بھی اس کو عبادت نہ بناؤ، کیونکہ پہلے لوگوں نے بعد والوں کے لیے بات کرنے[1] کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی۔‘‘

معزز قارئین! اللہ سے ڈر جایئے اور انہی پہلے لوگوں کے راستے کو اختیار کر لیجئے۔

5...... میلاد کی رات کو بیدار رہ لینا نبی ﷺ سے محبت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ آپ نے ایسے کتنے ہی لوگ دیکھے ہوں گے جو اس رات کو عبادت وغیرہ کے لیے جاگتے ہیں، مگر وہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ نبی کریم ﷺ کی راہنمائی سے دور ہوتے ہیں۔ ان میں سے بہت سے لوگ فسق وفجور میں مبتلا ہوتے ہیں، سودی کاروبار کرتے ہیں، نماز میں سستی کا شکار ہوتے ہیں اور ظاہری اور باطنی سنتوں کو ضائع کرتے نظر آتے ہیں بلکہ ایسے لوگوں کی کثرت گناہ، معصیت، فواحش اور کبیرہ گناہوں کی نہ صرف مرتکب نظر آتی ہے بلکہ ان کی شہرت کا سبب ہی یہ گناہ ہوتے ہیں۔

جبکہ نبی ﷺ سے سچی محبت کی دلیل تو آپ کی اتباع ہے جس کو ہمارے مولا تبارک وتعالیٰ نے یہ فرماتے ہوئے ہم سے طلب کیا ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي﴾ (آل عمران:31)

’’کہہ دیجئے! اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو۔‘‘

اور نبی ﷺ یہ فرما چکے ہیں:

---

[1] یعنی ان لوگوں نے اس دین پر عمل اور اللہ کے رسول ﷺ کی محبت واحترام، اور عبادات میں اس قدر شوق وولولہ پیش کر دیا کہ بعد والوں میں کوئی شخص ایسی بات نہیں کر سکتا ہے کہ ان لوگوں نے عبادت وغیرہ میں کسی قسم کی کوئی کسر باقی چھوڑی ہوگی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

«کُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰی» قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَنْ یَأْبٰی؟ قَالَ: «مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی». ①

''تم میں سے ہر ایک جنت میں داخل ہوگا سوائے اس کے جس نے انکار کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! انکار کون کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے جنت جانے سے انکار کر دیا۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت تو آپ کی اتباع، ظاہر وباطن میں آپ کی راہنمائی کا التزام کرنے، آپ کے راستے کی پیروی کرنے اور آپ کی عادات وفرامین، اقوال وافعال اور اخلاق واقدار کی اقتدا کرنے میں ہے۔ جیسا کہ ایک شعر میں کہا گیا ہے:

لو حبك صادقا لاطعته ان المحب لمن یحب مطیع

''اگر آپ کی محبت سچی ہے تو آپ ضرور ان کی اطاعت کرتے' بلاشبہ محبت کرنے والا اپنے محبوب کا مطیع ہوتا ہے۔''

6..... سابقہ تمام قباحتوں کے ساتھ ساتھ یہ چیز بھی قابل غور ہے کہ اس میلاد کی بدعت کے پیدا ہونے کے بعد آنے والے علماء نے اس بدعت کے بڑے بڑے مفاسد اور اس میں پائی جانی والی خوفناک منکرات کا تذکرہ کیا ہے۔ بلکہ بہت سے لوگ جو ایسی محفلوں میں شرکت کرتے رہے ہیں پھر اللہ نے ان کو سیدھی راہ کی ہدایت دے دی وہ بھی میلاد کے نام پر کی جانے والی خرابیوں کا تذکرہ کرتے

---

① صحیح بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب الإقتداء بسنن رسول الله ﷺ : 7280

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں (جیسا کہ ایسے لوگوں کی آپ بیتیوں کی کیسٹس دستیاب ہیں)۔ان ہی خرابیوں میں سے ایک خرابی بعض شرکیہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی شان میں غلو پر مبنی کلام اور ایسے اشعار پڑھنا بھی ہے جن میں نبی ﷺ سے مدد طلب کی جارہی ہو اور یہ عقیدہ پیش کیا جارہا ہو کہ وہ غیب جانتے ہیں جیسا کہ قصیدہ بوصیری[1] میں ہے وہ قصیدہ کہ جو ایسی محافل کی بنیادی چیزوں میں سے ہے:

یا اکرم الخلق مالي من الوذ به
سواك عند حدوث الحادث العمم
فان من جودك الدنيا وضرتها
ومن علومك علم اللوح والقلم

”اے سب سے بڑھ کر کرم کرنے والے! حوادث کے ہجوم میں تیرے سوا میں اور کس کی پناہ میں آسکتا ہوں؟، دنیا اور اس کی تمام رونقیں تیری سخاوت ہی کا نتیجہ ہیں اور لوح وقلم کا علم تیرے علوم کا ہی ایک حصہ ہے۔“

---

① یہ وہی قصیدہ ہے جو ”قصیدہ بردہ شریف“ کے نام سے ہمارے ہاں مشہور ہے، اور اس پر لکھنے والا محمد بن سعید بن حماد بن حسن البوصیری الولاصی (608ھ-695ھ) ہے اور یہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ سے پہلے گزرا ہے لیکن یہ ایک مجہول شاعر ہے کسی قابل اعتماد عالم نے اس کی توثیق بیان نہیں کی، اس کے قصیدے میں بہت سے شرکیہ اشعار موجود ہیں، لہٰذا اسے پڑھنے سے گریز کیا جائے۔نوٹ: اس قصیدے کا ایک شعر ہے: فمبلغ العلم فيه أنه بشر وأنه خير خلق الله كلهم ”یہ ہمارے علم اور تحقیق کی غایت یہی تھا وہ انسان اور انسانوں میں افضل اور اتم۔“ (قصیدہ بردہ شریف مع ترجمہ ملک محمد اشرف نقشبندی، ص: 32) اس شعر میں بوصیری صاحب نے رسول اللہ ﷺ کو بشر اور خیر خلق اللہ کلھم کہا ہے جب کہ بعض لوگ بشر کے لفظ سے چڑتے ہیں۔ (دیکھیے فتاویٰ علمیہ از شیخ زبیر علی زئی حفظہ اللہ: 103/1)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس محفل کی جملہ خرابیوں میں سے مرد و خواتین کا اختلاط، ساز اور میوزک کے دوسرے آلات کا استعمال، نشہ آور چیزوں کے کش لگانا، غیر مرد و خواتین کی طرف نگاہ کرنا، اولیاء کرام کے بارے میں غلو سے کام لینا اور ایسی ہی بہت سی خرافات ہیں جن کو احاطہ تحریر میں لانا مشکل ہے کیونکہ یہ ہر ملک میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں۔ کچھ لوگ تو اس حد تک بڑھ گئے کہ انہوں نے میلاد کی رات کو فضیلت میں لیلۃ القدر سے بھی بڑھا دیا اور گمراہی کی انتہا یہ کہ بعض لوگوں نے میلاد نہ منانے والوں پر کفر کے فتوے تک لگانا شروع کر دیے۔

7......اور پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ نبی ﷺ کی ولادت کا دن ہی آپ کی وفات کا دن بھی ہے [1] وہ بارہ ربیع الاول کا دن ہے۔ جیسا کہ سیرت النبی ﷺ پر لکھی گئی بہت سی کتابوں میں موجود ہے۔ تو اس دن خوشی اور جشن کی بجائے حزن وملال زیادہ بہتر ہونا چاہیے، اور اگر دین کا تعلق عقل [2] کے ساتھ ہوتا تو اس دن کو عید بنانے کی بجائے حزن وملال اور نوحہ وماتم کا دن قرار دیا جانا چاہیے تھا۔

---

① نبی ﷺ کی وفات بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ مگر آپ کی پیدائش کے دن میں اختلاف ہے۔ کچھ اہل علم کا موقف یہ ہے کہ آپ کی پیدائش کا دن بھی بارہ ربیع الاول ہی ہے، مگر ہمارے نزدیک اس میں درست قول یہ ہے کہ آپ کی پیدائش کا دن 9 ربیع الاول ہے۔ جیسا کہ دنیا بھر میں سیرت نویسی کے مقابلہ میں اول آنے والی کتاب "الرحیق المختوم" میں شیخ صفی الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ نے اس پر تحقیق کی ہے۔

② جیسا کہ علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اگر دین کا تعلق رائے اور عقل کے ساتھ ہوتا تو موزوں پر مسح اوپر کی جانب نہیں نیچے کی جانب کرنا چاہیے تھا۔ کیونکہ موزے کی نچلی جانب ہی زمین پر لگتی ہے اوپر والی جانب کو تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ تو دراصل دین عقل کے تابع نہیں ہے بلکہ عقل دین کے تابع قرار دی گئی ہے۔ عید میلاد النبی کو بھی اگر عقل کی بنیاد پر پرکھا جاتا تو چونکہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ بارہ ربیع الاول تو نبی ﷺ کی وفات کا دن ہے تو آپ کی محبت اور آپ کی جدائی کا غم اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس دن کو غم میں گزارا جائے کیونکہ محبوب سے جدائی کے دن خوشیاں نہیں منائی جاتیں بلکہ غم کیا جاتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ میلاد نہ صرف دین بلکہ عقل کے بھی منافی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شبہات اور ان کے جوابات

میلاد منانے والے لوگ اپنے اس کام کو دین کا حصہ ثابت کرنے کے لیے کچھ دلائل پیش کرتے ہیں۔ان میں سے چند اہم دلائل اور ان کے جوابات تحریر کیے جا رہے ہیں۔

1.....دلیل کے طور پر وہ سب سے پہلے قرآن کی یہ آیت پیش کرتے ہیں:

﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۭ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ﴾۔ (یونس: 58)

''کہہ دیجئے کہ (یہ) اللہ کے فضل اور اس کی رحمت ہی سے ہے سو لازم ہے کہ وہ اس پر خوش ہوں یہ اس سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اس کی رحمت پر خوشی منائیں اور نبی ﷺ تو سب سے بڑی رحمت ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾۔ (الأنبیاء: 107)

''ہم نے آپ کو جہانوں پر رحمت کرتے ہوئے بھیجا۔''

الجواب:

ان لوگوں کا ان آیات سے استدلال بے محل ہے [1] اور ان کا اس کو مذکورہ معنی میں

---

[1] اگر تو اللہ کی رحمت پر ہی خوشی منانا اس آیت کریمہ میں مراد ہے تو پھر رحمت میں تو بہت سی چیزیں آتی ہیں، چلیں مان لیا کہ سب سے بڑی رحمت نبی ﷺ ہی ہیں مگر کیا آیت میں ایسی کوئی پابندی ہے کہ صرف اور صرف بڑی رحمت پر خوشی منانے کا حکم ہے یا ہر رحمت پر؟ اگر ہر رحمت پر خوشی منانے کا حکم ہے؟ تو پھر ہم پر اللہ کی جو رحمتیں ہیں ان کو شمار کرنا بھی ممکن نہیں تو پھر ہم کیسے اہتمام کر کے ان رحمتوں کی خوشیاں منا سکتے ہیں۔ اگر اس آیت سے میلاد پر استدلال کرنے والے لوگ کہیں کہ یہ آیت صرف اور صرف سب سے بڑی رحمت کو منانے کے لیے ہے تو ہم کہیں گے اس کی کی دلیل کیا ہے؟۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لینا آیت کی مراد کے خلاف ہے [1] اور آیت کا ایسا معنی کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ کتاب اللہ کو سب سے بڑھ کر جاننے والے، اللہ کی مراد کو سب سے بڑھ کر سمجھنے والے، قرآن کی نصوص کی سب سے زیادہ بصیرت رکھنے والے لوگوں سے یعنی نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں ہے اور یہ نہ صرف سلف صالحین [2] اور قرون اولیٰ کے خلاف ہے بلکہ قرآن کریم کے معانی کے استنباط میں ایسا معنی کرنا شرعی قواعد کے بھی خلاف ہے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے سلف سے کئی ایک اقوال نقل کیے ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے مراد قرآن اور سنت ہے۔

2...... صحیح بخاری وصحیح مسلم میں روایت ہے کہ جب نبی ﷺ مدینہ تشریف لائے تو وہاں یہود کو عاشوراء کا روزہ رکھتے پایا۔ آپ نے ان سے اس روزے کے متعلق سوال کیا تو جواب ملا کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا تھا اور موسیٰ علیہ السلام کو نجات عطا فرمائی تھی تو ہم شکرانے کے طور پر یہ روزہ رکھتے ہیں۔ نبی ﷺ نے

---

① کیونکہ اس آیت سے پہلے والی آیت 57 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿یا ایها الناس قد جاءتکم موعظة من ربکم وشفاء لما فی الصدور وهدی ورحمة للمؤمنین﴾ ”لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت، سینوں میں موجود دلوں کی شفا اور ہدایت ورحمت آگئی ہے۔“ یہ رحمت اللہ کی وحی کو کہا جارہا ہے اور یہ بات معلوم ہی ہے کہ وحی کی دو اقسام ہیں ایک ”وحی جلی“ یعنی قرآن کریم اور اس کو ”وحی متلو“ بھی کہتے ہیں۔ اور دوسری ”وحی خفی“ یعنی سنت رسول ﷺ اور اس کو ”وحی غیر متلو“ بھی کہتے ہیں۔ اور اس کے بعد والی آیت میں بھی اسی رحمت یعنی کتاب وسنت کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ بھی قرآن کریم میں کئی ایک مقام پر قرآن کریم کو رحمت کہا گیا ہے۔ (دیکھیے الاعراف: 52، 203، النحل: 64)

② سلف صالح سے مراد صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت ہے اور پھر ان کے بعد انہی کے نہج پر چلنے والے تابعین اور تبع تابعین اور ائمہ ومحدثین کی جماعت۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا:

«فَأَنَا أَحَقُّ بِمُوسٰی علیہ السلام مِنْكُمْ فَصَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ».[1]

"ہم تو موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ حقدار ہیں سو آپ نے بھی وہ روزہ رکھنا شروع کر دیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اس کا حکم دیا۔"

اس حدیث سے میلاد منانے والے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں[2] کہ جس دن ہم میلاد مناتے ہیں اس دن نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اور کس نعمت کا ظہور ہو سکتا ہے؟ تو ہم پر واجب ہے کہ اس نعمت کا شکریہ ادا کرنے کے لیے اس کو جشن کے طور پر منایا جائے۔

الجواب:

یوم عاشوراء والی حدیث سے بھی ان کا استدلال باطل ہے اور عید میلاد کو جو عاشوراء پر قیاس کیا ہے وہ قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکہ اصل چیز اور نعمت جس پر ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہے[3] یعنی آپ کو نبوت کا ملنا ہے اور دوسری

---

① صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب صوم یوم عاشوراء: 2004، 3397، صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب صوم یوم عاشوراء: 1130

② یعنی موسیٰ علیہ السلام کو نجات ملنا اللہ کی ایک بہت بڑی نعمت تھی۔ جس پر یہود شکرانے کے طور پر روزہ رکھا کرتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ہم تو موسیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر حقدار ہیں یعنی ہمیں اس نعمت پر زیادہ شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ نے ان کو فرعون سے نجات دی۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش تو موسیٰ علیہ السلام کی نجات سے بھی بڑی نعمت ہے تو ہم شکر کیوں نہ ادا کریں؟ اور شکرانے کے طور پر میلاد کیوں نہ منائیں؟۔

③ اگر آپ کی ولادت ہی شکر ادا کرنے کا سبب ہوتی تو آخر یہ کیسے ممکن ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کے احکام ومسائل اور فضائل بیان نہ کیے ہوں؟ خود اس دن کو نہ منایا ہو؟ یا آپ کی زندگی میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے نہ منایا ہو حالانکہ وہ قیامت تک آنے والے انسانوں میں سے سب سے زیادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے والے تھے!۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ چیز کہ عاشوراء کا روزہ تو نبی ﷺ کی سنت کی وجہ سے مشروع ہوا، آپ نے خود رکھا اور رکھنے کی ترغیب دلائی، تو کیا میلاد منانا بھی نبی ﷺ کی سنت سے مشروع ہوا ہے؟ کیا آپ کی کوئی ایسی راہنمائی ہے کہ ہمیں میلاد منانے کا حکم دیا گیا ہو؟۔

3......السنن الکبریٰ للبیہقی میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے نبوت ملنے کے بعد اپنی طرف سے اپنا عقیقہ کیا، حالانکہ اس سے پہلے آپ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کی پیدائش کے ساتویں دن آپ کا عقیقہ کر دیا تھا۔[1] یہ دوسری دفعہ عقیقہ کرنا دراصل آپ کو رحمۃ للعالمین بنائے جانے پر شکرانے کے طور پر تھا اور پھر بعد میں یہی عقیقہ امت کے لیے مشروع[2] ہو گیا۔

الجواب:

ابن رشد رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "المقدمات الممہدات" میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اس روایت کو باطل قرار دیا ہے۔ اسی طرح امام عبدالرزاق رحمہ اللہ اور امام ابوداود رحمہ اللہ نے بھی امام احمد رحمہ اللہ، امام ابن حبان رحمہ اللہ اور امام بزار رحمہ اللہ وغیرہ سے اس روایت کا ضعیف ہونا نقل کیا ہے۔ کیونکہ اس روایت کی سند میں ایک عبداللہ بن محرر نامی راوی ہے جو کہ ضعیف ہے۔ اور اگر بفرض محال اس روایت کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تب بھی اس میں مروجہ میلاد[3] منانے کی کوئی دلیل

---

① **إسناده ضعيف جداً**: السنن الكبرى للبيهقي: 300/9 اس کی سند میں عبداللہ بن محرر متروک وضعیف راوی ہے۔

② شاید یہ لوگ اس سے یہ بات ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ بچے کی پیدائش پر عقیقہ درحقیقت نبی ﷺ کی پیدائش کی خوشی کو زندہ کرنے کے لیے ہے! واللہ اعلم۔

③ اگر اس روایت کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو ظاہر ہے اس روایت کو سب سے پہلے اللہ کے رسول ﷺ سے سننے والے آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں تو انہوں نے اس حدیث سے کیا سمجھا؟ کیا انہوں نے =

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے۔

4...... جناب عروہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ابولہب کی لونڈی ثُوَیبَہ ① جس کو ابولہب نے اس وجہ سے آزاد کر دیا تھا کہ اس نے ابولہب کو نبی ﷺ کی ولادت کی خوشخبری سنائی تھی۔ پھر اسی لونڈی نے نبی ﷺ کو دودھ بھی پلایا تھا۔ ابولہب کی موت کے بعد کسی نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کس حال میں ہو؟ اس نے جواب دیا کہ جہنم کے عذاب میں مبتلا ہوں، البتہ پیر کی رات اس عذاب میں کچھ تخفیف ہو جاتی ہے کیونکہ اس رات میں نے ثویبہ کو نبی ﷺ کی ولادت کی خوشخبری دینے کی وجہ سے آزاد کیا تھا۔ ②

میلاد منانے والے اس سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ اگر ابولہب جیسے کافر جہنمی کو نبی ﷺ کی ولادت کی خوشی میں لونڈی آزاد کرنے کی وجہ سے عذاب میں تخفیف کا فائدہ پہنچ سکتا ہے تو ایک مسلم اور موحد جو میلاد مناتا ہے اور اس میں اپنی استطاعت کے مطابق خرچ کرتا ہے تو اس کو کتنا فائدہ پہنچتا ہوگا؟۔

الجواب:

ایک تو یہ روایت مرسل ہے جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''فتح الباری'' (صحیح بخاری کی شرح) میں ذکر کیا ہے۔ دوسرا یہ کہ خوابوں سے کوئی دلیل اخذ نہیں کی جا سکتی اور پھر یہ قرآن کے ظاہر کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ

=اس حدیث سے استدلال کر کے میلاد منایا؟ کچھ تو غور وفکر کرنا چاہیے!۔

① اکثر لوگ اس کو ثُوَیبَہ پڑھتے ہیں جو کہ درست نہیں ہے۔ یہ ثوبیہ نہیں بلکہ ثویبہ ہے۔ یعنی اس میں ''ی'' پہلے ہے اور ''ب'' بعد میں ہے۔

② صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب ﴿وامهتكم التي أرضعنكم﴾: تحت حدیث: 5101۔ یہ عروہ تابعی کا مرسل قول ہے جو قابل استدلال نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کی کئی ایک آیات میں واضح طور پر موجود ہے کہ کسی بھی کافر کو مرنے کے بعد اس کا کوئی بھی اچھا عمل اسے فائدہ نہیں دے سکے گا:

﴿وَقَدِمۡنَآ إِلَىٰ مَا عَمِلُواْ مِنۡ عَمَلٖ فَجَعَلۡنَٰهُ هَبَآءٗ مَّنثُورًا ٢٣﴾

(الفرقان: 23)

''اور ہم ان (کفار) کے اعمال کی طرف متوجہ ہوں گے اور ان کو اڑتی ہوئی گرد وغبار کی طرح (ضائع) کر دیں گے۔''①

کفار کو ان کے اچھے اعمال کا صلہ دنیا میں ہی دے دیا جاتا ہے آخرت میں ان کے لیے کوئی حصہ نہیں۔

5...... میلاد منانا صرف بارہ ربیع الاول یا صرف ربیع الاول کے پورے مہینے کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ بلکہ اس کا کوئی وقت معین نہیں ہے۔ یہ کسی بھی دن کسی بھی وقت منایا جا سکتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

الجواب:

یہ دعویٰ باطل ہے کیونکہ شریعت اور عبادات سب کی سب اصل توقیفی② ہیں، اس سے ہٹ کر کسی مخصوص عبادت کو مخصوص انداز میں کرنا، جس کا کتاب وسنت میں تذکرہ نہیں ہے تو یہ چیز جائز نہیں ہے۔ اگرچہ وہ اللہ کا ذکر یا نبی ﷺ کی سیرت کی یاد کو تازہ کرنا ہی کیوں نہ ہو اور یہ بات مبنی برحقیقت ہے کہ میلاد کے یہ تمام جلسے اور جلوس کثرت سے ربیع الاول میں ہی کیے جاتے ہیں بلکہ مختلف جگہوں کی طرف صرف میلاد منانے کی غرض سے سفر بھی کیا جاتا ہے۔

---

① فتح الباری شرح صحیح بخاری: 145/9 تحت حدیث:5101

② یعنی جس وقت اور جس طریقے پر ہمیں بتائی گئیں ہیں اسی طرح کی جائیں گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

6......میلاد میں جو لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے وہ ذکر واذکار، صدقہ وخیرات اور نبی ﷺ کی مدحت وتعظیم کی غرض سے ہوتا ہے۔ یہ تمام امور شرعاً مطلوب بھی ہیں اور پسندیدہ بھی ہیں۔ جیسا کہ اس پر کئی ایک آثار صحیحہ میں ترغیب بھی ملتی ہے۔

الجواب:

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ کے ذکر اور صدقہ وخیرات وغیرہ کی ترغیب پر بہت سی احادیث وآثار مروی ہیں لیکن مخصوص انداز میں، مخصوص دن کے مخصوص اوقات میں میلاد کے نام پر اجتماعات کا کوئی ثبوت یا ترغیب کتاب وسنت میں وارد نہیں ہوئی اور نہ ہی کوئی مخصوص وظیفہ یا دعائیں ہیں جو میلاد کی رات کو پڑھنے کے اعتبار سے منقول ہیں۔ شریعت میں ان تمام امور کی کوئی اصل نہیں ہے اور علم وحی سے اس پر کوئی دلیل ثابت نہیں ہے۔ اسی طرح غلو اور باطل کلمات پر مبنی اشعار پڑھنے کے متعلق کوئی راہنمائی نہیں ملتی۔

7......ایک شخص نے نبی ﷺ سے پیر کے دن کے روزہ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

«هُوَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيهِ وَفِيهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ».①

”یہ وہ دن ہے جس دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر وحی نازل ہوئی۔“

میلاد کے قائلین اس حدیث سے میلاد کو اس طرح ثابت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے پیر کے دن کی عظمت کا سبب اپنی پیدائش کو قرار دیا۔ پھر یہ لوگ اس دن کو نبی ﷺ کی ولادت کی تاریخ بارہ ربیع الاول کے ساتھ ملاتے ہیں اور تعظیم کے نام پر جشن اور جلسے جلوس کا جواز نکال لیتے ہیں۔

---

① صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثة ایام من کل شهر: 1162

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجواب:

پیر کے دن کے حوالے سے جو شریعت کا مقصود ہے وہ صرف اور صرف روزہ ہے اور پیر کے روزے کے ساتھ کسی مہینے یا سال کی کوئی قید نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ سے پیر کے دن کا روزہ بھی کسی معین مہینے یا تاریخ کی قید کے بغیر ہی مروی ہے۔ جب کہ میلا کے قائلین اس کو پورے سال میں ربیع الاول کی بارہ تاریخ کے ایک دن کے ساتھ خاص کرتے ہیں۔ اسی پر بس نہیں بلکہ یہ لوگ اللہ کے رسول ﷺ کی وصیت کا بھی کچھ خیال نہیں کرتے جو آپ نے اس دن کے روزہ کے بارے میں فرمائی۔ وہ یہ کہ اس دن اعمال اللہ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں۔ اور کیا ہی اچھا ہے کہ جس دن بندے کے اعمال کی پیشی ہو بندہ روزے کی حالت میں ہو۔ ①

اس کے برعکس یہ لوگ اس دن کی تعظیم کھانے پینے اور آواز و ساز کے ذریعے کرتے ہیں۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہو چکا کہ تمام عبادات توقیفی ہوتی ہیں تو ان کو کسی خاص دن اور خاص انداز میں کرنے کے لیے شرعی دلیل کا ہونا لازم ہے جب کہ میلا دکی کوئی دلیل ثابت نہیں ہے۔ سو یہ ایک بدعت ہے۔ یہ بات بھی فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ بارہ ربیع الاول نبی ﷺ کی وفات اور آسمانوں سے وحی کے انقطاع کا دن ہے جیسا کہ علمائے سلف کے ہاں مشہور و معروف ہے۔

اللہ کے لیے اب مجھے بتایئے کہ ہم نبی ﷺ کی وفات کا جشن منا رہے ہیں یہ یا آپ کی ولادت کا؟؟

---

① **إسناده حسن:** سنن ترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء فی صوم یوم الاثنین والخمیس: 747؛ سنن ابن ماجه، أبواب ما جاء فی الصیام، باب صیام یوم الإثنین والخمیس: 1740 اس روایت میں سوموار کے روزے کے ساتھ جمعرات کے روزے کا بھی تذکرہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ولادت اور وفات جب ایک ہی دن جمع ہو جائیں تو پھر بھی جشن منانا ممکن ہے؟

اختتام:

میں نہیں سمجھتا ہوں کہ آپ کا ایمان، تقویٰ اور نبی ﷺ کی اتباع اور شریعت کو اپنی عقل وآراء اور لوگوں کو اقوال وفرمودات پر مقدم رکھنے کا جذبہ......

میں نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ سب چیزیں آپ سے اس سے بڑھ کر کوئی تقاضا کرتی ہوں کہ ''ایسا میلاد مت مناؤ''

(مدینہ منورہ میں ''شعبہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر'' کی طرف سے جشن میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر لکھی جانے والی تحریروں کا کچھ حصہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قصیدہ بردہ شریف کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟

یہ ایک مشہور قصیدہ ہے جسے بوصیری نامی ایک شخص نے لکھا ہے۔ جو صوفیہ میں خاصا مشہور ہے۔ اگر ہم اس کے معانی پر غور کریں تو اس میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو کتاب وسنت کے خلاف ہیں۔ بوصیری اپنے قصیدے میں لکھتا ہے:

1...... یا اکرم الخلق مالي من الوذ به
سواك عند حلول الحادث العمم

''اے سب سے بڑھ کر کرم کرنے والے! حوادث کے ہجوم میں تیرے سوا میں اور کس کی پناہ میں آسکتا ہوں؟''

اس مصرعہ میں شاعر اللہ کے رسول ﷺ سے پناہ مانگتے ہوئے یہ کہہ رہا ہے کہ اے اللہ کے رسول! آپ کے سوا کوئی ایسی ذات نہیں کہ جس سے میں اپنی مصیبتوں میں التجا کرسکوں۔ اس طرح اللہ کے علاوہ کسی کو مدد کے لیے پکارنا شرک اکبر میں سے ہے جس کا مرتکب ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہے گا اگر اس نے اپنی زندگی میں توبہ نہ کی تو۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ۝۱۰۶﴾۔ (یونس: 106)

''اللہ کے علاوہ کسی ایسی چیز کو مت پکارو جو تمہارے نفع کی مالک ہے نہ ہی نقصان کی، اور اگر آپ نے ایسا کیا تو تب یقیناً آپ ظالموں میں سے ہوں گے۔''

اس آیت میں ''ظالمین'' سے مراد مشرکین[1] ہیں کیونکہ شرک ہی سب سے بڑا ظلم ہے۔

---

[1] ﴿ان الشرك لظلم عظيم﴾ (لقمان: 13) ''یقیناً شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح نبی ﷺ کا فرمان ہے:

«مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللّٰهِ نِدًّا دَخَلَ النَّارَ». ①

''جو اس حال میں فوت ہوا کہ اللہ کے سوا کسی شریک کو پکارتا تھا تو وہ آگ میں داخل ہوگا۔''

حدیث میں ''نِدٌّ'' سے مراد ساجھی اور شریک ہے۔

2 ..... فان من جودك الدنيا وضرتها
ومن علومك علم اللوح والقلم

''دنیا اور اس کی تمام رونقیں تیری سخاوت ہی کا نتیجہ ہیں اور لوح وقلم کا علم تیرے علوم کا ہی ایک حصہ ہے۔''

یہ قرآن کریم کی تکذیب ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

وَإِنَّ لَنَا لَلْآخِرَةَ وَالْأُولَىٰ ﴿١٣﴾ (اللیل: 13)

''بلاشبہ ہمارے لیے ہی ہے آخرت اور دنیا بھی۔''

سو دنیا اور آخرت اللہ تعالیٰ کی ملکیت اور مخلوق میں سے ہیں نہ کہ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق اور سخاوت کی بنا پر ہیں۔ اور لوح محفوظ میں کیا ہے؟ یہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ رسول اللہ ﷺ بھی نہیں جانتے۔ یہ کہنا کہ دنیا وآخرت ان کی جود وسخا کی بنا پر ہے اور وہ اس غیب کو بھی جانتے ہیں جو لوح محفوظ میں ثبت ہے، بلکہ لوح محفوظ کا نوشتہ آپ کے علم کا ہی حصہ ہے۔ تو یہ اللہ کے رسول ﷺ کی شان میں مبالغہ آرائی اور آپ کی تعظیم میں غلو ہے، اس چیز سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے:

«لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ، فَإِنَّمَا أَنَا

① صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿ومن الناس من يتخذ من دون الله﴾......: 4497

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَبْدٌ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ» ①

''مجھے (تعظیم میں) ایسے مت بڑھاؤ جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو (ان کی تعظیم میں) بڑھا چڑھا دیا۔ میں تو ایک بندے کے سوا کچھ نہیں سو تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہا کرو۔''

3..... ما سامنی الدهر ضیما واستجرت به
الا ونلت جوارا منه لم یضم

''جب بھی زمانے کے ظلم سے مجھے کوئی تکلیف پہنچی اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پناہ چاہی تو آپ کی پناہ مجھے مل کے رہی ہے۔''

اس مصرعہ میں شاعر کہہ رہا ہے کہ مجھے جب بھی کوئی بیماری یا پریشانی لاحق ہوئی تو میں نے تکلیف کو دور کرنے اور شفا حاصل کرنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی پکارا اور آپ نے میری پکار کو قبول فرمالیا۔

جب کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ابراہیم علیہ السلام کا قول بیان فرماتے ہیں:

﴿وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ۝٨٠﴾۔ (الشعراء: 80)

''اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ (رب) ہی مجھے شفا دیتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ مزید فرماتے ہیں:

﴿وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ إِلَّا هُوَ ۚ﴾۔ (الأنعام: 17)

''اگر اللہ آپ کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے علاوہ کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں۔''

① صحیح بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب قول اللّٰه تعالیٰ ﴿واذکر فی الکتاب مریم﴾: 3445

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«إِذَا سَأَلْتَ فَسْأَلِ اللّٰهَ وَ إِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ». ①

”تم جب بھی سوال کرو تو اللہ ہی سے سوال کرو اور جب بھی مدد مانگو تو اللہ ہی سے مدد مانگو۔“

4..... فان لی ذمة منه بتسميتی
محمدا وهو أوفى الخلق بالذمم

”میں اپنا نام محمد ہونے کی وجہ سے ان کے ذمہ میں آ گیا ہوں اور وہ مخلوقات میں سب سے بڑھ کر اپنے ذمہ کو پورا کرنے والے ہیں۔“

شاعر کا مطلب یہ ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے عہد لے رکھا ہے کہ وہ مجھے جنت میں داخل کریں گے کیونکہ میرا نام بھی ان کے نام پر محمد ہے۔

کہاں ہے یہ عہد؟ ہم مسلمانوں میں کتنے ہی ایسے لوگ دیکھتے ہیں جن کے نام محمد ہیں اور وہ فاسق اور ملحد ہیں، کیا محض محمد نام ہونے کی وجہ سے وہ جنت میں جانے کے حق دار بن گئے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی بیٹی فاطمہ سے فرمایا تھا:

«سَلِيْنِيْ مَا شِئْتِ مِنْ مَّالِيْ لَآ أُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا». ②

”میرے مال سے جو چاہو مجھ سے مانگ لو مگر یاد رکھو! میں اللہ کے ہاں تمہارے کسی کام نہ آ سکوں گا۔“

---

① **إسناده صحيح**: سنن ترمذی، كتاب صفة القيامة، باب حديث حنظلة: 2516، مسند أحمد: 293/1

② صحيح بخاری، كتاب الوصايا، باب هل يدخل النساء والولد فی الأقارب؟:2753، صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب فی قوله: ﴿وأنذر عشيرتك الأقربين﴾: 206

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5......لعل رحمة ربی حین یقسمها
تأتی علی حسب العصیان فی القسم

''شاید ایسا ہوا کہ جب اللہ اپنی رحمت تقسیم کرتے ہیں تو عاصیوں کے حصے میں ان کی معصیتوں کے مطابق رحمت آتی ہے۔

یہ بالکل غلط ہے، اگر رحمت اسی طرح معصیت اور گناہوں کے حساب سے ہی ملتی ہوتی تو تب تو مسلمانوں کی لیے یہ ضروری ہے کہ وہ رحمت کے حصول کے لیے گناہوں اور معصیتوں میں بڑھتے چلے جائیں اور ایسی بات کوئی مسلمان تو کیا کوئی عقل مند بھی نہیں کہے گا کیونکہ یہ اللہ کے اس فرمان کے خلاف ہے:

﴿إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ﴾ (الأعراف: 56)

''بلاشبہ اللہ کی رحمت تو نیکی کرنے والوں کے قریب ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۚ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُم بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ﴾ (الأعراف: 156)

''اور میری رحمت ہر چیز سے وسیع ہے مگر میں اس رحمت کو ان لوگوں کے لیے لکھوں گا جو تقویٰ اختیار کریں گے اور زکاۃ ادا کریں گے اور ہماری آیات پر ایمان بھی رکھتے ہوں گے۔''

6......وکیف تدعو الی الدنیا ضرورة من
لولاہ لم تخرج الدنیا من العدم

''اپنی ضروریات کے لیے کیسے تم دنیا کی طرف بلاتے ہو؟ جب کہ دنیا عدم سے وجود میں نہ آتی اگر آپ ﷺ نہ ہوتے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاعر کہہ رہا ہے کہ اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو یہ دنیا پیدا نہ کی جاتی جب کہ اللہ تعالیٰ یہ کہتے ہوئے اس کے اس قول کی تکذیب فرما رہے ہیں:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (الذاریات: 56)

''میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اور صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔''

یہاں تک کہ محمد ﷺ خود بھی اللہ کی عبادت اور بندگی کے لیے پیدا کیے گئے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾ (الحجر: 99)

''موت آنے تک اللہ کی عبادت کرتے رہیے۔''

اس آیت میں [الیقین] سے مراد موت ہے۔

7 ......أقسمت بالقمر المنشق ان له
من قلبه نسبة مبرورة القسم

''میں اس چاند کی سچی قسم کھاتا ہوں جس کو دولخت کیا گیا کہ اس کی نسبت آپ ﷺ کے دل سے ہے۔''

اس مصرعہ میں شاعر چاند کی قسم کھا رہا ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ أَشْرَكَ». ①

''جس نے اللہ کے سوا کسی اور کی قسم کھائی تو اس نے شرک کا ارتکاب کیا۔''

---

① **إسناده صحيح**: سنن أبي داؤد، كتاب الأيمان والنذور، باب كراهية الحلف بالآباء: 3251، سنن ترمذي، كتاب النذور والأيمان، باب ما جاء في كراهية الحلف بغير الله: 1535، مسند أحمد: 2/69؛ مسند ابن الجعد: 895

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر شاعر اللہ کے رسول ﷺ کو مخاطب کر کے کہتا ہے:

لو ناسبت قدره آياته عظما أحيا
اسمه حين يدعى دارس الرمم

''اگر آپ عظیم معجزات کو آپ کی قدر و منزلت کے ساتھ مناسبت دی جائے تو یہ کہا جائے گا کہ آپ کا نام ایسا ہے کہ جب وہ پکارا جائے تو بوسیدہ ہڈیوں کو بھی زندگی عطا کر دے۔''

اس کا معنی یہ ہے کہ اگر آپ نبی ﷺ کے معجزات کی قدر و منزلت اور عظمت کا تناسب دیکھنا چاہیں تو وہ مردے بھی زندہ ہو جائیں جن کی ہڈیاں مٹی بن چکیں اور وہ رسول اکرم ﷺ کے نام کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوں۔ جب کہ اس بات کی نہ ہی کوئی حقیقت ہے اور نہ ہی نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیارات میں سے معجزات[1] کا کوئی حق دیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ پر کذب وافتراء ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی علیہ السلام کو وہ معجزات عطا فرمائے جو ان کے لائق تھے۔ جیسے عیسیٰ علیہ السلام کو پیدائشی نابینا کو بینا، کوڑھ والے شخص کو درست اور مردوں کو زندہ کر دینے کا معجزہ عطا ہوا، ہمارے نبی محمد ﷺ کو معجزے کے طور پر قرآن دیا گیا۔ اسی طرح تھوڑے سے کھانے میں آپ کے لیے اتنی برکت ڈال دی گئی کہ وہ بہت زیادہ لوگوں کے کھانے کے باوجود بھی بچ گیا اور چاند کو دو ٹکڑے کرنے جیسے معجزات عطا ہوئے۔

---

① کسی بھی نبی سے جو معجزہ صادر ہوتا ہے وہ اس کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتا بلکہ صرف اور صرف اللہ کی منشاء اور مرضی کے تحت ہوتا ہے۔ جیسا کہ جب نبی ﷺ سے کفار نے خاص معجزے کا تقاضہ کیا تو جواب میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو یہ کہنے کا حکم دیا کہ ﴿قل انما الأيات عند الله﴾.(الانعام:109) ''معجزات کا ظہور تو محض اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعجب کی بات تو یہ ہے کہ کچھ لوگ یہ قصیدہ لکھنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس قصیدے کا نام ''قصیدہ بردہ'' یا ''قصیدہ براۃ''① ہے کیونکہ جس نے یہ لکھا تھا اس کو کوئی مرض لاحق تھا تو اس کو اللہ کے رسول ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ ﷺ نے اس کو اپنا جبہ عطا فرمایا، جسے پہننے کی وجہ سے اس کی بیماری جاتی رہی۔

یہ بھی جھوٹ اور افتراء کے سوا کچھ نہیں اور یہ قصہ محض اس قصیدے کی شہرت بڑھانے کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ ایسے کلام سے خوش ہوں جو قرآن اور آپ ﷺ کی تعلیمات کے سراسر خلاف اور واضح طور پر شرک پر مبنی ہے۔ اس حدیث کے باوجود کوئی اس قصیدے کے بارے میں مذکورہ قصہ کیسے گھڑ سکتا ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے آپ سے کہا «ما شاء اللّٰہ و ما شئت» جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں۔ تو نبی ﷺ نے اس شخص سے کہا:

«اَجَعَلْتَنِیْ لِلّٰہِ نِدًّا؟ قُلْ مَا شَآءَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ».②

''کیا تو نے مجھے اللہ کا شریک بنا دیا؟ صرف یہ کہو کہ جو اللہ چاہے۔''

حدیث مبارکہ میں «نِدٌّ» سے مراد ساجھی اور شریک ہے۔

محترم قارئین! آپ خود کو اس قصیدے اور اس جیسی دوسری چیزیں جو قرآن اور احادیث رسول ﷺ کے خلاف ہوں پڑھنے سے بچائیں۔

ایک اور تعجب کی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے کچھ ممالک میں لوگ جنازہ کے

---

① اس کا معنی ہے درست اور صحت مند ہو جانا۔

② إسناده حسن: الأدب المفرد للبخاری:783؛ السنن الکبریٰ للنسائی :362/9 ح: 10759، تاریخ بغداد للخطیب: 225/6 واللفظ له۔ نیز دیکھئے السلسلة الصحیحة للألبانی: 266/1۔ اس کی سند میں اجلح بن عبداللہ بن حجیہ الکندی راوی حسن الحدیث ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ چلنے کے دوران اس قصیدہ کو پڑھتے ہیں۔ایک تو یہ قصیدہ خود بدعت ہے اوراس کے ساتھ جنازے کے ساتھ چلنے کے دوران پڑھنے والی بدعت کو بھی ملا دیتے ہیں۔ جب کہ رسول اللہ ﷺ نے جنازے کے ساتھ خاموشی سے چلنے کا حکم دیا ہے۔

ولا حول ولا قوة الا باللّٰه العلى العظيم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”دلائل الخیرات“ کے متعلق آپ کچھ جانتے ہیں؟

”دلائل الخیرات“ محمد بن سلیمان الجزولی کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب کئی ایک مسلم ممالک میں عام ہے۔ خاص طور پر یہ مساجد میں بہت نظر آتی ہے یہاں تک کہ کئی بار اس کو قرأت قرآن پر بھی مقدم کیا جاتا ہے خصوصاً جمعہ کے دن۔ اور پبلشرز (publishers) حضرات اپنی آخرت کے نقصان اور خسارے کو مدنظر رکھے بغیر دنیاوی فائدے کے حصول کے لیے دھڑا دھڑ اس کتاب کو چھاپ رہے ہیں۔

میرے سامنے اس کتاب کا جو نسخہ ہے اس کی پشت پر لکھا ہوا ہے ”الحرمین للطباعة والنشر والتوزیع سنغافورة/جدة“

اگر کوئی مسلمان بنظر غائر اس کتاب کا مطالعہ کرے تو وہ کئی جگہ پر شریعت کے منافی باتیں دیکھے گا۔ جن میں سے چند ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے؛

1.....مصنف مقدمہ میں صفحہ 12 پر لکھتا ہے:

> ”مستمدا من حضرة العالیه“ جناب عالی سے مدد طلب کرتے ہوئے۔ یعنی اللہ کے رسول ﷺ سے مدد کی درخواست کرتے ہوئے۔

میں کہتا ہوں: یہ بات اللہ کے کلام قرآن مجید کے خلاف ہے کیونکہ اللہ کے سوا کسی سے مدد طلب کرنا قطعاً جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی محکم کتاب میں فرماتے ہیں:

﴿بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ﴾۔ (آل عمران: 125)

”کیوں نہیں اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو اور وہ اپنے اسی جوش میں تم پر آپڑیں تو تمہارا رب پانچ ہزار فرشتوں کے ساتھ تمہاری مدد کرے گا جو خاص

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نشان والے ہوں گے۔"

نیز مذکورہ بات اللہ کے رسول ﷺ کے اس قول کے بھی مخالف ہے:

«إِذَا سَأَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ وَ إِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ».[1]

"جب بھی تم سوال کرنا چاہو تو اللہ ہی سے کرو اور جب بھی مدد کی ضرورت پڑے تو اسی سے مدد مانگو۔"

2..... صفحہ 7 کے حاشیہ پر ابوالحسن شاذلی کی حمایت کے عنوان میں "یا ھو، یاھو، یاھو......" لکھنے کے بعد کہتا ہے کہ اے وہ ذات! جس کے فضل سے ہم اس کے جلد ملنے والے فضل کا سوال کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: یہ کلمہ "ہو ہو" اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے نہیں ہے بلکہ یہ تو ضمیر[2] ہے جو گذری ہوئی کسی چیز کی طرف اشارہ کرنے کے لیے آتی ہے۔اس لیے "ہو" (ضمیر) پر "یا" داخل کرنا[3] درست نہیں ہے جیسا کہ صوفیہ کرتے ہیں اور یہ ان کی بدعات میں سے ہیں کہ وہ اللہ کو اس نام کے ساتھ پکارتے ہیں جو اللہ کے اسماءِ حسنیٰ میں سے نہیں ہے۔

3..... اس کے بعد مصنف اس کتاب میں اللہ کے رسول ﷺ کے ناموں کا تذکرہ کرتا ہے اور آپ ﷺ کا ذکر ان ناموں اور صفات کے ساتھ کرتا ہے جو اللہ کے

---

[1] **إسناده صحيح**: سنن ترمذی، کتاب صفة القيامة، باب حديث حنظلة: 2516، مسند أحمد: 293/1

[2] جملہ میں کسی شخص کا نام ذکر ہونے کے بعد جو چیز نام کی جگہ آتی ہے اس کو ضمیر کہتے ہیں مثلاً "ارقم قرآن پڑھتا ہے اور" وہ "اس کا ترجمہ بھی سمجھتا ہے" اس جملہ میں لفظ "وہ" ضمیر ہے۔

[3] کیونکہ "یا" عربی زبان کے ان حروف میں سے ہے جن کے ذریعے کسی کو مخاطب کیا جاتا ہے' گرامر کے اعتبار سے اس کا ضمیر پر داخل کرنا درست نہیں ہے جیسا کہ "یا ہو" میں کیا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوا کسی کی شان کے لائق نہیں ہیں۔اس چیز کے علم کے باوجود کہ نبی ﷺ نے اپنے نام خود بیان فرماتے ہوئے کہا:

«إِنَّ لِيْ أَسْمَاءً أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمَيَّ وَأَنَا الْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ أَحَدٌ وَقَدْ سَمَّاهُ اللّٰهُ رَؤُوفًا رَحِيمًا». ①

''بلاشبہ میرے کچھ اسماء ہیں: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ''ماحی'' مٹانے والا ہوں اللہ میرے ذریعے کفر کو مٹائے گا، میں ''حاشر'' جمع کرنے والا ہوں لوگوں کو میرے قدموں میں جمع کیا جائے گا، میں ''عاقب'' پیچھے آنے والا ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور میں وہ نبی ہوں کہ جس کا نام اللہ نے رؤوف ورحیم (بہت نرمی ورحمت والا) رکھا ہے۔''

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ خود ہمیں اپنے نام بتایا کرتے تھے سو آپ نے اپنے ناموں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

«أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَالْمُقَفِّيْ وَالْحَاشِرُ وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ». ②

''میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں پیچھے آنے والا ہوں، میں جمع کرنا والا

---

① صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فی اسمائه ﷺ: 2354 واللفظ له، نیز دیکھئے: صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب ماجاء فی اسماء رسول اللّٰہ ﷺ: 3532

② صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فی اسمائه صلی الله علیه وسلم: 2355

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں، میں نبی رحمت وتوبہ[1] ہوں۔''

4...... ''دلائل الخیرات'' کے مصنف نے نبی ﷺ کے جو نام ذکر کیے ہیں وہ صفحہ 37 سے لے کر صفحہ 47 تک ہیں۔ان میں سے چند ایک نام یہ بھی ہیں: محی (زندہ کرنے والا)، منج (نجات دینے والا)، ناصر (مددگار)، غوث (مددگار) ، غیاث (مددگار)، صاحب الفرج (حاجت روا)، کاشف الکرب (مشکل کشا)، شاف (شفا دینے والا) وغیرہ۔

میں کہتا ہوں: مذکورہ بالا تمام اسماء جن معانی اور صفات پر دلالت کرتے ہیں یہ اللہ کے سوا کسی کے لائق نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ نے ابرہیم علیہ السلام کی زبان کے ذریعے اپنی ان صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ﴿٧٨﴾ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ﴿٧٩﴾ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ﴿٨٠﴾ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ﴿٨١﴾﴾۔

(الشعرآء: 78تا81)

''اللہ وہ ذات ہے جو مجھے ہدایت دیتا ہے اور وہی مجھے کھلاتا پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہوجاتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے اور وہی مجھے موت

---

[1] یعنی اللہ مجھے کئی لوگوں کی توبہ کا سبب بنائے گا جیسے کہ سورۃ الانعام میں ہے ﴿ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما﴾۔''اپنی جانوں پر ظلم کرنے کے بعد اگر یہ لوگ آپ کے پاس آ کر اللہ سے معافی مانگتے اور رسول بھی ان کے لیے استغفار کرتے تو وہ یقیناً اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پاتے۔'' (النساء:64) یاد رہے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر اللہ سے معافی مانگنا یہ آپ ﷺ کی زندگی میں خاص تھا، رسول اللہ ﷺ کے دنیا سے چلے جانے کے بعد آپ کی قبر پر آ کر دعائے بخشش کرنا اس کے متعلق کچھ ثابت نہیں، واللہ اعلم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوراس کے بعد زندہ کرنے والا ہے۔''

اوراللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو کہہ دیں:

﴿قُلۡ إِنِّي لَآ أَمۡلِكُ لَكُمۡ ضَرّٗا وَلَا رَشَدٗا ۝٢١﴾۔ (الجن: 21)

''کہہ دیجئے! میں تمہارے کسی نقصان اور بھلائی کا مالک نہیں ہوں۔''

﴿قُلۡ إِنَّمَآ أَنَا۠ بَشَرٞ مِّثۡلُكُمۡ يُوحَىٰٓ إِلَيَّ أَنَّمَآ إِلَٰهُكُمۡ إِلَٰهٞ وَٰحِدٞۖ﴾۔

(الکهف: 110)

''کہہ دیجئے! بلاشبہ میں بھی محض تمہاری طرح بشر ہوں' میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ یقیناً تمہارا معبود برحق صرف اور صرف ایک ہی معبود ہے۔''

اسی طرح یہ کتاب قرآن کے کئی ایک مفاہیم کے خلاف ہے اور رسول ﷺ کو اسماء وصفات میں اللہ کے برابر قرار دینے والی ہے۔ یہ برابری ایسی چیز ہے جس سے نبی ﷺ برأت کا اظہار کرتے تھے اور اگر آپ ایسی باتیں سن لیتے تو یقیناً اس کے کہنے والے پر شرک اکبر کا حکم لگا دیتے۔

ایک مرتبہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا: ''جو اللہ چاہے اور جو آپ چاہیں'' تو نبی ﷺ نے اس سے کہا:

«أَجَعَلْتَنِي لِلّٰهِ نِدًّا؟ قُلْ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهُ».①

''کیا تو نے مجھے اللہ کا شریک بنا دیا؟ صرف یہ کہو کہ جو اللہ چاہے۔''

''نِدٌّ'' سے مراد ساجھی اور شریک ہے۔

① **إسناده حسن**: الأدب المفرد للبخاري:783؛ السنن الكبرى للنسائي: 362/9 ح: 10759، تاريخ بغداد للخطيب: 225/6 واللفظ له۔ نیز دیکھئے: السلسلة الصحيحة للألباني: 266/1۔ اس کی سند میں اجلح بن عبداللہ بن حجیہ الکندی راوی حسن الحدیث ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح نبی ﷺ نے فرمایا:

«لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَآ اَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ، فَإِنَّمَا اَنَا عَبْدٌ فَقُوْلُوْا عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ». ①

''مجھے (تعظیم میں) ایسے مت بڑھاؤ جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو (ان کی تعظیم میں) بڑھا چڑھا دیا۔ میں تو ایک بندے کے سوا کچھ نہیں سو تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہا کرو۔''

حدیث میں ''لا تطرونی'' اصل میں ''الاطراء'' سے نکلا ہے جس کا معنی مدح وتعریف میں مبالغہ آمیزی سے کام لینا ہے۔ مدح وتعریف صرف اس حد تک جائز ہے جو کتاب وسنت کے دائرے میں رہ کر کی جائے۔

5.....مصنف نے رسول اللہ ﷺ کے مزید کچھ اسماء ذکر کیے ہیں:

مہیمن (نگہبان)، جبار (زبردست، کمی پوری کرنے والا)، روح القدس (پاکیزہ روح)۔ (ص: 41، 42)

قرآن رسول اللہ ﷺ سے ان صفات کی نفی کرتے ہوئے کہتا ہے:

﴿لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ ﴾ - (الغاشیہ: 22)

''آپ ان پر داروغہ مقرر نہیں ہیں۔''

﴿وَمَآ أَنتَ عَلَيْهِم بِجَبَّارٍ﴾ - (ق: 45)

''آپ ان پر (جبار) جبر کرنے والے نہیں ہیں۔''

اور ''روح القدس'' تو جناب جبرئیل علیہ السلام ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

---

① صحیح بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب قول اللّٰہ تعالٰی: ﴿واذکر فی الکتاب مریم﴾: 3445

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ﴾ - (النحل: 102)

''کہہ دیجئے اس (قرآن) کو روح القدس (جبرئیل علیہ السلام) اللہ کی طرف سے حق کے ساتھ نازل کیا ہے۔''

6...... پھر صاحب کتاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ ایسی صفات ذکر کیں ہیں جو افضل البشر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک طرف کسی مسلمان کے لیے بھی جائز نہیں ہیں۔ وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے کہتا ہے:

أحيد ()، أجير (نوکر، مزدور)، جرثومہ۔ (ص 37۔115)

کتاب کی ابتدا میں مصنف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو درجہ الہ تک پہنچا دیا جب یہ لکھا: محی، ناصر، شاف، منتج...... اور اسی طرح کے باقی اوصاف بھی اور یہاں اس ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ کو أجیر (نوکر، مزدور) اور جرثومہ تک نیچے گرا دیا (نعوذ باللہ) یہ پڑھ کر تو جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور خون کھولنے لگتا ہے کہ اس پاک ہستی کے لیے ایک ایسے لفظ ''جرثومہ'' کا استعمال کیا۔ وہ جرثومہ کہ جو اس قدر نقصان دہ ہے کہ بندے کی قوت مدافعت کو کمزور کر کے اس کو لاغر بنا دیتا ہے! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مصنف کی ان تمام بے ہودگیوں اور غلیظ باتوں سے پاک ہیں۔ آپ تو وہ ذات ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے امت کو نفع پہنچایا، جنہوں نے رسالت پہنچانے کا حق ادا کر دیا، جنہوں نے اپنی تعلیمات کے ذریعے لوگوں کو ظلم، شرک اور باہم اختلاف وتفرقہ سے نکال کر انصاف اور توحید میں داخل کر دیا۔ اگر مصنف نے ''جرثومہ'' سے مراد وہ ابتدائی ''cell'' سیل بھی مراد لیا ہے تو تب بھی اس لفظ کا استعمال اس ذات پاک کے لیے درست نہیں ہے۔

7...... ان باطل اعتقادات واقوال کے بعد مصنف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند مزید ایسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوصاف ذکر کرتا ہے، جن میں شرک پایا جاتا ہے جو کہ تمام اعمال کو ضائع کر دینے والا ہے:

''اے اللہ اس ہستی پر درود بھیج جس کے نور سے پھول کھلتے ہیں اور جس کے بچے ہوئے پانی سے اشجار سرسبز وشاداب ہوتے ہیں۔'' (ص:90)

میں کہتا ہوں: اللہ ہی وہ ذات ہے جس نے درختوں کو پیدا کیا اور اللہ ہی وہ ذات ہے جس نے پھولوں کو کھلایا اور اشجار کو سبز رنگت عطا کی۔

8......پھر صفحہ 100 پر رسول اللہ ﷺ کے بارے میں لکھتا ہے:

''ہر موجود چیز کا باعث آپ ہی ہیں۔''

اگر تو اس سے مصنف کی مراد یہ ہے کہ تمام مخلوقات کو اللہ نے محمد ﷺ کی وجہ سے پیدا کیا تو یہ جھوٹ اور گمراہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝٥٦﴾ (الذاريات: 56)

''میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اور صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔''

9......صفحہ 198 پر مصنف اللہ کو مخاطب کر کے لکھتا ہے: محمد ﷺ پر اتنا درود بھیج جتنا تو نے نفع جھاڑ پھونک اور تعویذوں میں رکھا ہے۔

یہ بات بھی اللہ کے رسول ﷺ کے کلام کے خلاف ہے۔ کیونکہ آپ نے ان تعویذات کو لٹکانے سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

((مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ)). ①

---

① **إسناده حسن**: مسند أحمد: 4/156، 154؛ المستدرك للحاكم: 4/219۔ نیز دیکھیے السلسلة الصحيحة للألباني: 1/889، ح: 492

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا۔''

[التمیمہ] دھاگے یا گھونگے یا کسی پتھر یا دھات وغیرہ کی صورت میں ہوتا ہے جس کو بچے کے گلے میں، گاڑی پر یا مکان پر نظر بد یا مختلف آفات سے بچنے کے لیے لٹکایا جاتا ہے۔ اور یہ عمل شرک ہے اور مصنف کی بات قرآن کی اس بات کے بھی خلاف ہے ۔قرآن کی رو سے نفع ونقصان کا مالک صرف اللہ ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِنْ يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ (الأنعام: 17)

''اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے اس کے علاوہ کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تمہیں بھلائی پہنچائے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

10...... پھر مصنف لکھتا ہے کہ اے اللہ! محمد ﷺ پر اتنا درود بھیج کہ درود باقی ہی نہ رہے اور محمد ﷺ پر اتنی رحمت کر کہ رحمت باقی ہی نہ رہے اور محمد ﷺ پر اتنی برکات نازل فرما کہ کوئی برکت باقی نہ بچے۔ (ص :64)

یہ بھی باطل پر مبنی اور خلاف قرآن کلام ہے کیونکہ اس میں تو کوئی شبہ ہی نہیں ہے کہ اللہ کا فضل ورحمت اور برکات وسلامتی دائمی ہے جو ختم ہو سکتی اور نہ ہی فنا ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا﴾ (الكهف: 109)

''کہہ دیجیے !اگر سمندر میرے رب کی باتوں کو لکھنے کے لیے سیاہی بن جائیں تو یہ میرے رب کی باتیں ختم ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جائیں اور اگرچہ اتنی ہی سیاہی ہم اور بھی لے آئیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

11...... پھر کتاب کے آخر میں صفحہ 259، 260 کے حاشیہ پر "درو دمشیشیة"[1] کے عنوان سے لکھتا ہے: اے اللہ! اس ہستی پر درود بھیج کہ جس کے دم سے اسرار کھلتے ہیں، نور پھیلتا ہے اور حقائق انتہاء کو پہنچتے ہیں، دنیا کی ہر چیز انہی کے دم سے ہے اگر آپ کا واسطہ درمیان میں نہ ہوتو کچھ بھی باقی نہ رہے، جیسا کہ کوئی دو چیزوں کے درمیان ثالث[2] ہوتا ہے۔

میں کہتا ہوں اس کلام کے شروع میں بھی وہی (جس پر پہلے بات گزر چکی) باطل افتراء پردازی ہے اور آخر میں ناقص، کمزور اور مفہوم سے عاری الفاظ بندی ہے۔

12...... پھر مذکورہ بالا دعا[3] کے تتمہ کے طور پر لکھتا ہے: مجھے یکتائی کے سمندر میں ڈبو دے، اور مجھے توحید کے میل کچیل سے نکال دے اور مجھے احدیت کے سمندر میں اس حد تک غرق کردے کہ اس احد کے سوا کچھ دیکھوں، نہ سنوں اور نہ ہی محسوس کروں۔

محترم قاری! آپ ذرا اس دعا میں دو چیزوں پر غور کیجئے:

i...... "اوحال التوحید" اوحال سے مراد "أوساخ" یعنی میل کچیل اور گندگی ہے۔ کیا توحید کی بھی میل کچیل ہوسکتی ہے؟ عبادت میں اللہ کی توحید تو بڑی پاکیزہ اور ساف شفاف ہے اس میں کوئی میل کچیل نہیں ہے جیسا کہ ابن مشیش کا باطل گمان ہے۔ البتہ اللہ کے علاوہ انبیاء اور اولیاء وغیرہ سے دعا یقیناً میل کچیل ہی ہے اور شرک اکبر بھی ہے جو تمام اعمال کو برباد کر کے ابدی جہنمی بنانے کا سبب بن جائے گا۔

---

① ابن مشیش ایک صوفی ہے جس نے اپنے نام پر یہ درود وضع کیا ہے۔

② یعنی جب ثالث نہ ہوتو وہ معاملہ بھی طے نہیں پاتا۔

③ وہی "درود مشیش" کے نام سے جو دعا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ii.....اور یہ جو اس دعا میں ہے کہ ''مجھے یکتائی کے سمندر میں ڈبو دے اور احدیت کے سمندر میں غرق کر دے۔''

یہ وہی وحدۃ الوجود ہے جسے صوفیوں کے سرخیل ابن عربی نے متعارف کروایا جس نے اپنی کتاب ''فتوحات مکیہ'' میں یہ لکھا:

العبد رب ، والرب عبد
یالیت شعری من المکلف؟
إن قلت عبد فذاك حق
أو قلت رب فأنی یکلف؟

''بندہ رب ہے اور رب بندہ ہے۔ میں حیران ہوں کہ پھر مکلّف کون ہے؟ اگر تم کہو کہ وہ بندہ ہے تو بندہ ہی تو حق (یعنی رب) ہے اور اگر تم کہو رب ہے تو پھر رب مکلّف تو نہیں ہو سکتا نا؟''

دیکھیے کیسے اس نے بندے کو رب اور رب کو بندہ بنا دیا اور بندہ اور رب دونوں ابن عربی اور ''دلائل الخیرات'' میں ابن مشیش کے نزدیک برابر ہیں۔

13.....مصنف نے صفحہ 83 پر لکھا: اے اللہ غم کے دور کر دینے والے پر، اندھیروں کو نور کر دینے والے پر، نعمتیں عطا کر دینے والے پر اور رحمت کا حقدار بنا دینے والے پر درود بھیج۔

میں کہتا ہوں: یہ بھی وہی "الاِطراء" یعنی مدح و تعظیم میں مبالغہ آرائی ہے جس کو اسلام پسند نہیں کرتا۔[1]

① جیسا کہ حدیث میں نبی ﷺ نے اس سے منع کرتے ہوئے فرمایا: مجھے تعظیم میں اس طرح مت بڑھاؤ جیسے نصاریٰ نے ابن مریم کو ان کی تعظیم و مدح میں بڑھا چڑھا دیا۔ (صحیح بخاری: 3445)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

14...... پھر ایک اور صوفی علی بن سلطان محمد قاری اپنے ایک ورد میں لکھتا ہے جس کو اس نے ''حزب اعظم'' کا نام دیا ہے۔ یہ ''دلائل الخیرات'' کے صفحہ 15 کے حاشیہ پر ہے کہ اے اللہ! تو محمد ﷺ پر درود بھیج کہ جن کا نور تمام مخلوقات کی تخلیق سے سبقت لے گیا۔ (اصل صفحہ، 178)

میں کہتا ہوں یہ بھی باطل عقیدہ ہے جو اس حدیث کی تکذیب کر رہا ہے:

«إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ». ①

''سب سے پہلے اللہ نے جو چیز پیدا کی وہ قلم ہے۔''

رہی وہ حدیث جس میں ہے کہ ''اے جابر رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کا نور پیدا کیا۔'' ②

تو یہ روایت محدثین کے نزدیک من گھڑت اور باطل ہے جس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

15...... اس کتاب کے بعض نسخوں میں ایک قصیدہ بھی لکھا ہوا ہے۔ جس کے آخر میں یہ مرقوم ہے: ہمارے شیخ ابو خلیل ہیں جو مصیبتوں اور پریشانیوں میں ہماری جائے پناہ ہیں۔ وہ قطب الزمان ہیں اور ان کا نام محمد ہے۔

مطلب یہ کہ صوفیوں کا ایک شیخ ہے جس کا نام محمد ہے۔ اس سے مصائب میں التجا کی جاتی ہے اور پناہ مانگی جاتی ہے۔ اب بتایئے شرک اور کیا ہوگا؟ مسلمان تو صرف اور صرف اللہ ہی سے پناہ مانگتے ہیں اور اسی سے التجا کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہمیشہ زندہ ہے اور ہر چیز پر قادر ہے۔ جب کہ صوفیوں کا یہ شیخ مردہ ہے، عاجز اور کسی قسم کے نفع ونقصان

---

① **إسناده حسن**: مسند أحمد: 5/ 317؛ السنن الكبرىٰ للبيهقي: 10/ 204؛ مسند ابن الجعد: 3444

② اس روایت کی وضاحت پیچھے گزر چکی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا مالک نہیں ہے۔

صوفیہ یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ ان کا یہ شیخ زمانے کا قطب بھی ہے اور قطب صوفیوں کی اصطلاح میں کیا ہے؟۔

وہ کہتے ہیں کہ ہر زمانے میں دنیا کے کام چلانے کے لیے کچھ قطب ہوتے ہیں۔ یعنی یہ لوگ اللہ تعالیٰ، جو تمام امور کی تدبیر کرنے والا ہے، اس میں اپنے قطبوں کو اپنے زعم کے مطابق شریک کردیتے ہیں۔ جب کہ مشرکین مکہ تو اللہ کے مدبر الامور ہونے کا اعتراف کیا کرتے تھے۔ ①

16...... اگرچہ اس کتاب ''دلائل الخیرات'' میں کچھ صحیح دعائیں بھی مذکور ہیں۔ مگر ان کے مقابلے میں جو سابقہ بڑی بڑی خرافات ہیں جو یقیناً پڑھنے والے کے عقیدہ کو خراب کر کے رکھ دیتی ہیں تو اس صورت میں اس کتاب کا نفع کی بجائے نقصان زیادہ ہے اور ان غلط دعاؤں کی وجہ سے باقی صحیح دعائیں بھی سود مند نہیں رہتیں۔ اس کتاب میں اور بھی بہت سی غلطیاں ہیں جو صاحب تفصیل سے اس کے متعلق مطالعہ کرنا چاہیں وہ شیخ الاستاذ محمود مہدی استنبولی کی کتاب "کتب لیست من الأسلام" (ایسی کتابیں جو [اسلام کے نام کے باوجود] اسلام سے خارج ہیں) کا مطالعہ کرے۔ شیخ محمود مہدی نے اس کتاب "دلائل الخیرات" کے تعاقب کے ساتھ ساتھ "قصیدہ بردہ"، "مولد العروس"، "طبقات الاولیاء" (شعرانی صوفی کی کتاب)، "تائیۃ ابن فارض"، "انوار قدسیہ"، "تنویر فی اسقاط التدبیر"،

① جیسا کہ سورۃ یونس میں ہے کہ ''کون ہے امور کی تدبیر کرنے والا؟ عنقریب وہ کہیں گے اللہ ہے۔'' (یونس:31)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”معراج ابن عباس“(ایک جھوٹ جو ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے) ، ”الحِکَم“ ابن عطاء اللہ اسکندری کی کتاب اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سی ایسی ہی کتب پر محاکمہ کیا ہے جن میں مسلمانوں کے عقائد کو نقصان پہنچانے والی اشیاء ہیں۔فاضل مصنف نے ایسی تمام کتب کوجلانے کی درخواست بھی کی ہے۔

17......میرے مسلمان بھائی!ان کتب کے مطالعہ سے بچ جایئے اوراگر درود کے متعلق کوئی کتاب پڑھنی ہے تو شیخ اسماعیل القاضی رحمہ اللہ کی کتاب ”فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی فضیلت)[1] جس پر علامہ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق ہے،کا مطالعہ کیجئے۔اسی طرح ایک اور مفید کتاب‘جس کا نام ”دلیل الخیرات“ ہے اوراس کے مصنف کا نام خیرالدین وانلی ہے اس کتاب میں انہوں نے صحیح مسنون درود اوردعائیں ذکر کی ہیں جو آپ کو”دلائل الخیرات“ (جو شرک اور گناہوں میں ڈبو دینے والی کتاب ہے)جیسی کتاب سے بے نیاز کردیں گی۔

اے اللہ! ہمیں حق دکھا کے اس پر چلنے کی توفیق عطا فرمااورہمیں باطل دکھا کے اس سے بچنے کی توفیق عطافرمااور باطل کی کراہت کو ہمارے دلوں میں بٹھادے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پراورآپ کی آل پر رحمتیں نازل فرما۔

① حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے بھی اس کتاب کا ترجمہ، تحقیق وتخریج کی ہے جو لاہور سے طبع ہو چکی ہے،
(ناشر الحی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یادداشت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تصوف

کتاب و سنت کی روشنی میں